اکتوبر
2020ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ (القرآن:54)

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14 | وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) | صفر : 1442ھ

شمارہ : 10 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | اکتوبر : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت:
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندورنِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net

Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
4	آیا صوفیہ کی تاریخی دستاویز	ڈاکٹر محمد طارق	11
5	تصویرِ اِک فتنۂ عالمگیر (7)	احسن عزیز شہید	15
6	کیا حفظ قرآن کی تعلیمی اہمیت سے انکار......	ڈاکٹر حافظ خورشید احمد	27
7	عرب اسرائیل معاہدہ......	محمد منظور انور	35
8	لبرل معاشروں میں 'ریپ' ایک شور مچانے کی چیز	احمد کمال الدین	41
9	نظامِ باطل میں عزت کے دعویداروں کے......	محمد رشید عمر	44
10	بچوں کو قریب کیجیے	محمد عارف	48
11	دجال ___ المسیح الدجّال (3)	انجینئر مختار فاروقی	50
12	تبصرہ و تعارف کتب		58
13	مسیحی خاتون کا قبولِ اسلام		62
14	قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر		63

(ادارہ) یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

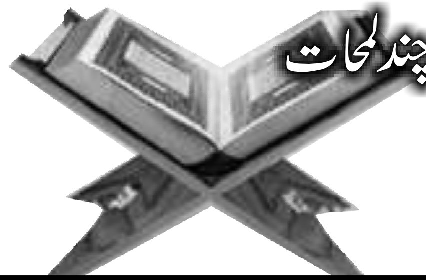

سورۃ البقرۃ (02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	آیات 113-117

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ

اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں

وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَہُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ

اور عیسائی کہتے ہیں یہودی رستے پر نہیں

وَّ ہُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ

حالانکہ وہ کتاب (الٰہی) پڑھتے ہیں

کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِہِمۡ

اسی طرح بالکل انہیں کی سی بات وہ لوگ کہتے ہیں جو (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک)

فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

تو جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں

اللہ قیامت کے دن اس کا ان میں فیصلہ کر دے گا

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

اوراس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں سے روکے

اَنۡ یُّذۡكَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ وَ سَعٰی فِیۡ خَرَابِهَا

کہ ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کی ویرانی میں ساعی ہو

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمۡ اَنۡ یَّدۡخُلُوۡهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ

ان لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے

لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱۴﴾

ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب

وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ

اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۱۵﴾

بے شک اللہ صاحب وسعت اور باخبر ہے

وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ

اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے (نہیں) وہ پاک ہے

بَلۡ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾

بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اور) سب اس کے فرمانبردار ہیں

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

(وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے

وَاِذَا قَضٰٓی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾

اور جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا:

جلدی کرو (ایسے) اعمال میں (جو آخرت میں فائدہ دینے والے ہیں)

اس سے پہلے کہ (وقوعِ قیامت کی) چھ علامات ظاہر ہو جائیں:

اَلدُّخَانَ وَ الدَّجَّالَ وَ دَابَّةَ الْأَرْضِ

(۱) دھواں اور (۲) دجّال اور (۳) دابۃ الارض

و طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

اور (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

وَ أَمْرَ الْعَامَّةِ وَ خُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ

اور (۵) عوام کا معاملہ اور (۶) تم میں سے کسی ایک خاص کا معاملہ

(مسلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

(آپ ﷺ نے مذکورہ چھ علامات کے ظہور سے پہلے اعمال میں جلدی کرنے کا جو حکم فرمایا ہے، اس میں بظاہر حکمت یہ بھی ہے کہ ان علامات میں سے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد حالات اتنے دگرگوں ہو جائیں گے کہ شاید اچھے اعمال کرنا ناممکن ہو جائے گا (جیسا کہ گزشتہ دنوں کرونا وائرس کی وجہ سے بعض علاقوں میں باجماعت نماز، جمعہ کی ادائیگی اور دینی اجتماعوں پر بھی پابندی لگ گئی تھی) اور بعض ایسی ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد اچھے اعمال کا کوئی اُخروی فائدہ نہیں ہوگا اور بعض ایسی ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد اعمال کی استطاعت ہی نہ رہے گی۔ لہٰذا، اب اللہ تعالیٰ نے جو موقع دیا ہے اس سے جلدی فائدہ اُٹھا لینا چاہیے۔ واللہ اعلم)

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصلِ اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

کیا ملک میں بڑھتی فحاشی، عریانی اور بے حیائی پر حکومتی ایوانوں میں کوئی بے چینی پائی جاتی ہے؟

انجینئر مختار فاروقی

اس سوال کا جواب ہاں میں دینا مشکل ہے اور NO میں دینے کے لیے ہمارے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے جس کے نتیجے میں اعلیٰ ایوانوں سے لے کر اسلام پسند عوام میں ایک گومگو کی کیفیّت تیزی سے بے چینی میں تبدیل ہو رہی ہے۔

معاشرتی اصلاح کے دیگر کاموں کے معاملے کی طرح یہ معاملہ بھی اگرچہ ایک عالمی مسئلہ ہے مگر مغربی لبرل، سیکولر، خدا بیزار اور دین دشمن جدید معاشرے اس ISSUE کو ایک لبرل اور ترقی پسند نگاہ سے دیکھتے ہیں جس میں خدا، رسول، قرآن، اسلام، مسلم کلچر اور اسلامی روایات کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے، لہٰذا وہ اسی اسلام مخالف سوچ کے تحت اس ISSUE کے حل کی کوشش کرتے ہیں پھر مغربی سوچ میں COMMERCIALISM گُھس آتا ہے اور نئی ایجادات، کمپیوٹر یا موبائل ایپس، ONLINE REGISTRATION وغیرہ سامنے لائی جاتی ہیں جس سے معاشرہ میں مزید بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے گندے پانی کا بہاؤ ہے آپ ایک طرف سے روکیں گے وہ کسی اور طرف سے اپنا راستہ بنا لے گا اور مسئلہ جوں کا توں رہے گا۔

مسلم معاشرے میں (چاہے ترقی پسند ہو یا ترقی پذیر) تمام مسائل کا حل خداشناس، دین دوست، اخلاق دوست مسلم اقدار، حجاب، پردہ، غیرت وغیرہ کے تصوّرات

کو مدنظر رکھ کر، تلاش کیا جانا ضروری ہے ورنہ معاشرہ اس کو قبول ہی نہیں کرتا اور بگاڑ پہلے سے بھی زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

مغرب نے معاشرتی سطح پر دفتروں، کارخانوں، سکولوں، دیگر تعلیمی اداروں، افواج اور مذہبی اداروں تک ایک خاص ذہن اپنالیا ہے اور بے حیائی، عریانی، فحاشی، کرپشن اور جنسی جرائم کی اصطلاحات کو نئے معنی پہنا دیے ہیں اور اسی مفروضے پر تمام اصلاحی (REFORMATIVE) عمل استوار کیا جاتا ہے وہاں RAPE کے معنی قرآنی اصطلاح بدکاری (زنا) کے نہیں ہے اگر مرد و عورت راضی ہیں تو بدکاری کا عمل (نکاح کے بغیر) مغربی ممالک میں جائز ہے اور قانونی ہے۔ وہاں سرکاری سطح پر اندراج کے کوائف فارم میں اور نیم سرکاری و نجی سطح پر بھی شناخت کے لیے کسی فرد انسانی کے نام کے ساتھ اس کی والدہ کا نام پوچھا جاتا ہے، باپ کا نام پوچھا ہی نہیں جاتا کہ بچہ کسی سے پوچھے گا تو کوئی بتا نہیں پائے گا۔ وہاں ناجائز اولاد کی کثرت ہے اور یہ بیان امریکی صدر کلنٹن (1998ء) کی طرف منسوب ہے کہ امریکی معاشرے میں 50% بچے (18 سال سے کم عمر کے افراد) اپنے والد کا نام جانتے ہی نہیں وہاں SINGLE PARENT کی اصلاح کو قبول عام حاصل ہو گیا ہے۔ اس بے حیائی سے ذرا آگے اگلا درجہ یہ ہے کہ مرد و عورت بغیر نکاح کے اکٹھے رہتے ہیں اور دونوں بغیر کسی قانونی کارروائی کے جب چاہیں الگ ہو جائیں۔

مغربی ممالک زیادہ تر عیسائی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بائبل کے عہد نامہ جدید کے ماننے والے ہیں مگر یہ سب کاغذی کارروائی ہے۔ لگتا ہے کہ مغربی معاشروں میں کسی سازش کے ذریعے یہ بات عوام کے ذہنوں میں اُتار دی گئی ہے اور اس قدر راسخ ہو چکی ہے کہ 90% عیسائی مرد و خواتین اسی پر عامل ہیں کہ ان کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہیں کی (اور نہ دین عیسوی میں اس کے کوئی ضوابط ہیں جب تک تورات کو نہ مانیں لہٰذا مردوں کو غیر شادی شدہ رہنا عین دین مسیحی ہے پھر ان کے عمل اور عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے ہاں معجزانہ طور پر نکاح کے بغیر (حضرت مریم کے ہاں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

ولادت ہوئی تو یہ بات کوئی عیب نہیں کہ عورت کے ہاں بغیر نکاح کے اولاد ہو جائے۔ عوامی سطح پر ایک TABOO کے طور پر مسیحی معاشرت کا یہی کلچر ہے۔ یہی بات امریکی صدر کلنٹن نے کہی تھی۔ اس کے برعکس یہ بات اسلامی معاشرے میں گرے ہوئے طبقات میں بھی قابل قبول نہیں ہوتی اور غیرت کے قتل عام ہیں (ویسے RARELY امریکہ جیسے لبرل ملک میں بھی غیرت کے نام پر قتل ہو جاتے ہیں جو مغربی قانون کے غیر فطری ہونے کی دلیل ہے)۔ انگریزی میں ایسے بچے کو BASTARD اور ہمارے ہاں حرام زادہ کہتے ہیں۔

مسلم معاشروں میں (ہمارے حکمران سنجیدگی سے سوچیں اور چاہیں) تو قرآن و حدیث سے رہنمائی مل سکتی ہے مگر مغربی بالادست قوتوں کے زیر اثر ادارے اس رخ پر سوچنے کو گناہ قرار دیتے ہیں اور جو کچھ مغربی تحقیقی ادارے اور لبرل و سیکولر و دین دشمن حضرات حل تجویز کریں اسی کو اختیار کرنا لازم ہے۔ لہٰذا یہ بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ ایسا حل جو IMF بتائے یا ورلڈ بینک، UNO کے ذیلی ادارے WOMENLIB کے عنوان سے بتائیں یا بے حیائی کے فروغ کے لیے کوئی اور نام تجویز کرلیں وہ CAIRO CONFERENCE میں طے ہوا یا BEIJING CONFERENCE میں یا BEIJING +5 CONFERENCE بتائے وہ کُل کا کُل ردّ کر دیے جانے کے قابل ہے، چاہے قرضہ ملے یا نہ ملے اور ریلیف ملے نہ ملے یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس پر آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے۔

چند ماہ پہلے قصور واقعہ اور حالیہ موٹر وے واقعہ پر بھی لبرل NGO's اور لبرل میڈیا شور مچا رہا ہے حالانکہ یہ کام مغربی ذہن اور سوچ کے عین مطابق ہیں۔ یہ مسئلہ HIGHLIGHT کر کے اچھالا اس لیے جا رہا ہے کہ اس طرح یہ بے حیائی کی خبریں عام گھروں میں جائیں، اخبارات اور میڈیا اور VIDEO CLIP کے ذریعے عام نوجوان بھی دیکھیں اور بے حیائی میں اضافہ ہوا، جوان مغربی SPONSORED NGO's کا ایجنڈا اور مقصد ہے (اور جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہیں) اور ان کی کارکردگی سامنے آئے اور ان کی درجہ بندی اوپر چلی جائے اور مالی امداد میں اضافہ ہو جائے۔

پاکستان میں اگر بے حیائی، عُریانی اور فحّاشی کا سدِّ باب کرنا ہے تو مغربی ایجنڈے کو ایک طرف رکھ کر درج ذیل اقدامات کرنے ہوں گے:-

1 معاشرے کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن و حدیث کے احکامات کو نظر انداز کرنا چھوڑ دیں۔ پہلی فرصت میں یہ احکام جاری کریں اور میڈیا، اخبارات، ٹی وی، ٹی وی چینلز پرائم ٹائم میں مذہبی پروگرام سامنے لائیں جس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق سادگی، پردہ، حجاب اور مرد و زن کے اختلاط کو کم سے کم کرنے کا رجحان ہو۔

2 تعلیمی اداروں میں ہر سطح پر (پانچویں کلاس سے اوپر) لڑکے لڑکیوں کی اکٹھی تعلیم پر سخت پابندی لگائی جائے اور CO-EDUCATION کا تصور سرے سے ختم کر دیا جائے۔

3 کارخانوں، کارگاہوں، دفاتر، فوج اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں عورتوں کی ملازمت پر سرے سے پابندی لگا دی جائے۔

4 ہسپتالوں میں مردوں کے وارڈ میں (بچوں اور خواتین کے وارڈز کے علاوہ) خواتین نرسوں کا سلسلہ سختی سے بند کر دیا جائے اور MAIL NURSES کا نظام شروع کیا جائے۔

5 ممکن ہو تو پہلی کلاس سے چوتھی کلاس تک تمام تعلیمی سرگرمیاں (اساتذہ) صرف خواتین مقرر کی جائیں اور اپنے گھروں کے قریب سکولوں میں تعیناتی کی جائے تاکہ وہ ویگنوں، بسوں، رکشوں کی سفری تکالیف سے بچ سکیں۔

6 پانچویں اور اوپر کی تمام کلاسوں میں مردوں اور خواتین کی کلاسیں الگ کر دی جائیں۔ مردوں کے تعلیمی اداروں میں کوئی خاتون استاذ اور سٹاف مقرر نہ کیے جائیں اور خواتین کے تعلیمی اداروں میں کوئی مرد سٹاف اور استاذ مقرر نہ کیا جائے۔ ہوائی سفر اور لگژری بسوں میں خواتین میزبانوں کی سروسز بند کی جائیں۔

7 شادی بیاہ اور پبلک مقامات پر بھی مرد وزن کے اختلاط کو سختی سے کنٹرول کیا جائے اور اسلامی احکامات کا خاص خیال رکھا جائے۔

8 ان مذکورہ جرائم کو ختم کرنے کے لیے عوام میں قرآن فہمی کی ترغیب دی جائے اور میڈیا پر اسلامی احکام پر عمل کرنے کی طرف راغب کرنے والے لیکچرز، سیمینارز اور کورسز کا اہتمام کیا جائے تاکہ عوامی تربیت کا اہتمام ہو۔

9 عوام میں یہ بات باور کرانے سے پہلے حکمرانوں میں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ مذہبی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کے بغیر کوئی اصلاحی پروگرام کامیاب نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا خوفِ خدا اور خوفِ آخرت پیدا کرنے کا ایک قومی ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو آنکھوں سے نظر آنا چاہیے اور ہمارے حکومتی ذمہ داران خواتین وحضرات دین پر عمل پیرا نظر آئیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھیں اور سکھائیں (الحدیث)

آیا صوفیہ کی تاریخی دستاویز

پروفیسر ڈاکٹر محمد طارق ✡

(بشکریہ ماہنامہ غزالی، پشاور، اگست 2020ء)

ترکی کے شہر استنبول کی یورپی جانب بحیرۂ باسفورس کے کنارے سلطان احمد نامی علاقے میں مسجد جامع سلطان احمد کے قریب واقع آیا صوفیا دنیا کی چند خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ایک ہے۔

10 جولائی 2020ء کو ترکی کی اعلیٰ ترین اتھارٹی، کونسل آف اسٹیٹ کی جانب سے آیا صوفیہ کو میوزیم سے تبدیل کر کے اس کی مسجد کی حیثیت کو دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے، جس پر دنیا بھر میں غیر معمولی ردعمل سامنے آ رہا ہے۔ بہت سے افراد اسے غیر قانونی عمل قرار دے کر اس کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن ترکی کے قومی آرکائیوز میں موجود دستاویزات اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ آیا صوفیہ کو فاتح قسطنطنیہ (استنبول) سلطان محمد فاتح نے خرید لیا تھا اور اپنی شخصی پراپرٹی بنانے کے بعد اسے مسجد کے طور پر وقف کر دیا تھا۔

آیا صوفیہ لبنانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''الٰہی حکمت''۔ آیا صوفیہ کا ماضی کی دو اہم ترین سلطنتوں عثمانی اور بازنطینی کے ساتھ گہرا تعلق اور رشتہ ہے۔ 532ء میں بازنطینی سلطنت کے حکمران جسٹنین اوّل کی بنائی ہوئی اس عمارت کی تعمیر پانچ برس میں مکمل ہوگئی تھی۔ تاہم یہاں یہ قابل ذکر ہے کہ آیا صوفیہ کا اولین بانی معمار جسٹنین اول نہیں۔ آیا صوفیہ کی پہلی

✡ نارتھ ویسٹ میڈیکل کالج، پشاور

عمارت قسطنطین العظیم نے بنوائی جو 360ء میں اس کے بیٹے قسطنطینوس دوم کے دور میں مکمل ہوئی۔ بعد ازاں عیسائیوں کی ایک بغاوتی تحریک کے دوران 404ء میں اسے آگ لگائی گئی جس سے عمارت تباہ ہوگئی۔ 415ء میں تھیوڈوسس دوم نے اسے دوبارہ تعمیر کر کے عبادت کے لیے کھول دیا۔ تاہم بدقسمتی سے 532ء میں دوبارہ ایک بغاوتی تحریک اٹھی اور مشتعل عیسائیوں نے اپنے اس دلکش عبادت خانے کو دوسری مرتبہ نذرِ آتش کر دیا۔ لکڑی کی خوبصورت کشیدہ کاری سے مزین چھت کو آگ نے خاکستر کر کے زمین بوس کر دیا۔ اس پر بازنطینی حکمران جسٹنین نے 532ء میں اسے تیسری مرتبہ بالکل نئے سرے سے تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ 537ء میں اس کی نئی تعمیر مکمل ہوئی۔ 100 میٹر بلندی کی حامل عمارت کے اوپر 30 قطر کے 55 میٹر بلند گنبد نے اسے روم میں واقع تمام رومی الاہوں کے معبد پینتھیون سے بھی بلند کر دیا۔ اسلامی اور عیسائی طرزِ تعمیر کے حسین ترین امتزاج کے طور پر آیا صوفیا 916 برس تک آرتھوڈکس گرجا گھر کی حیثیت سے قائم رہا۔ اور اس دور کی مشرقی دنیائے عیسائیت کا گویا قبلہ و کعبہ تھا۔

29 مئی 1453ء کو عثمانی سلطان محمد الثانی المعروف سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ سلطان محمد فاتح نے استنبول فتح کرنے کے بعد آیا صوفیا کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اسے خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ اسلام کے برعکس عیسائیت میں مذہبی عبادت خانوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے۔ لہٰذا آرتھوڈوکس کے مذہبی ذمہ داروں کو پیشکش کی گئی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور یوں سلطان محمد فاتح نے اس تاریخی عمارت کو خرید لیا۔ تاہم سلطان نے یہ عمارت اپنی ذاتی دولت سے خریدی اور خریدی معاہدے میں خود کو ایک عام خریدار کی حیثیت سے متعارف کروا کر سلطان یا سلطنت سے وابستگی کی کسی نسبت کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ سلطان نے اس عمارت کی قیمت پیمنٹ بانڈز کی صورت میں ادا کی۔ عمارت خرید کے بعد ایک وقف (ٹرسٹ) قائم کر کے یہ اس کے حوالے کر دی۔ وقف کے حوالے کرنے کے ساتھ ہی سلطان محمد فاتح نے حسنِ تعمیر کے اس شاہکار کو مسجد میں تبدیل کرا دیا۔ انھوں نے اس پر صرف چار میناروں کا اضافہ کر کے باقی کو اپنی صورت پر چھوڑ دیا اور یوں یہ پرکشش عمارت 481 برس تک مسجد کے طور پر زیرِ استعمال رہی۔

1934ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک کی وزرا کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے اس

مسجد کو انسانیت کے نام پر وقف کرنے کا اعلان کر کے اسے میوزیم میں تبدیل کر دیا۔ 2005ء میں آیا صوفیہ کا معاملہ اس وقت عالمی توجہ کا مرکز بنا جب ترکی کی متعدد اسلامی تنظیموں نے اس عمارت کی مسجد کی حیثیت بحال کرنے کا مطالبہ کیا۔ ترکی کی تاریخی یادگاروں، ماحولیات اور اوقاف کی ایسوسی ایشن نے 24 جون 2005ء کو ترکی کی اعلیٰ عدالت میں مقدمہ دائر کر کے مسجد کی حیثیت کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ تاہم عدالت نے یہ مطالبہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ میوزیم کا استعمال مسجد کی حرمت پامال نہیں کر رہا لہٰذا آیا صوفیہ کو میوزیم ہی رہنے دیا جائے۔ چونکہ چیمبر کا فیصلہ کمزور دلائل پر قائم تھا لہٰذا 2016ء میں ترکی کے اوقاف کے مذکورہ ادارے نے دوبارہ اپنا مقدمہ دائر کر دیا۔

اس دوران ترکی صدارتی کونسل اور دیگر اعلیٰ اداروں نے آیا صوفیہ کو مسجد میں تبدیل کرنے کی تاریخی دستاویزات آرکائیوز سے نکال لیں۔ مارچ 2019ء میں ترک صدر رجب طیب اردگان نے آیا صوفیہ کی مسجد کی حیثیت بحال کرنے کا عزم بظاہر کیا۔ چونکہ ترکی پر دنیا بھر کی جانب سے شدید دباؤ تھا اس لیے ترکی نے آرکائیوز سے قدیم دستاویزات چھان چھان کر نکالیں۔ یہ 27 ہزار دستاویزات ہیں جن میں پیمنٹ بانڈز اور آیا صوفیہ کے خریداری معاہدے سے متعلق دیگر دستاویزات موجود ہیں جبکہ وہ اصل سلطانی ٹائٹل (طابو) بھی ان دستاویزات میں مذکور ہے جو آیا صوفیہ کی فروخت اور شخصی پراپرٹی کو ظاہر کر رہا ہے۔

وہ لبرل (آزاد خیال) جن کے پیٹ میں آیا صوفیہ کو مسجد میں تبدیل کرنے پر مروڑ اُٹھ رہے ہیں اور اعتراضات کے تیر چلا رہے ہیں وہ کان کھول کر اور جگر تھام کر سن لیں کہ یہ اس وقت ساری دنیا کا جانا مانا اور مسلمہ اصول تھا کہ جب ملک لڑ کر فتح کیا جائے تو ان کا کوئی حق نہیں رہتا۔ ان کے مردوں، عورتوں کو غلام، لونڈی بنانا، بیچنا ہر بات کو سارے فریق درست مانتے تھے۔ شرعی اصولوں میں بھی لڑ کر فتح کیے ہوئے علاقوں میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسمار کرنے کا حکم ہے۔ اس کے باوجود سلطان محمد فاتح رحمہ اللہ نے آیا صوفیہ کا گرجا باقاعدہ خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کیا تھا۔ اس کے برعکس مختلف ادوار میں 329 مساجد کو کلیساؤں اور گرجوں میں تبدیل کیا گیا ہے جو کہ تاریخ کا حصہ ہے۔

آیا صوفیہ کو خرید کر مسجد بنانے کے دستاویزی ثبوت آج تک محفوظ ہیں۔ یہ اصل

دستاویز ”انقرہ دائرۃ المدیریۃ العامۃ للسجل العقاری فی انقرہ“ (THE GENERAL DIRECTORATE OF THE REAL ESTATE REGISTRY) میں اب بھی موجود ہے۔ اس کی ایک کاپی استنبول کے عجائب گھر ”متحف الاثار الترکیہ الاسلامیہ“ (TEH MUSEUM OF TURKISH-ISLAMIC ANTIQUITIES) میں بھی CLASSIFICATION NO:2182 کے تحت موجود ہے۔ مشہور ترکی مورخ سلیم اقدوغان نے کچھ دن قبل الجزیرہ کو انٹرویو دیتے ہوئے اس بات کی سختی سے تردید کی کہ اس گرجے کو سلطان محمد فاتح نے زبردستی مسجد میں تبدیل کیا تھا۔ اس نے کہا کہ اس وقت اصلی دستاویزات آج بھی محفوظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے باقاعدہ خرید کر مسجد بنایا تھا۔

دستاویز کی کاپی منسلک ہے

سلطان محمد فاتح کی آیا صوفیہ کی خریداری کا دستاویزی ثبوت

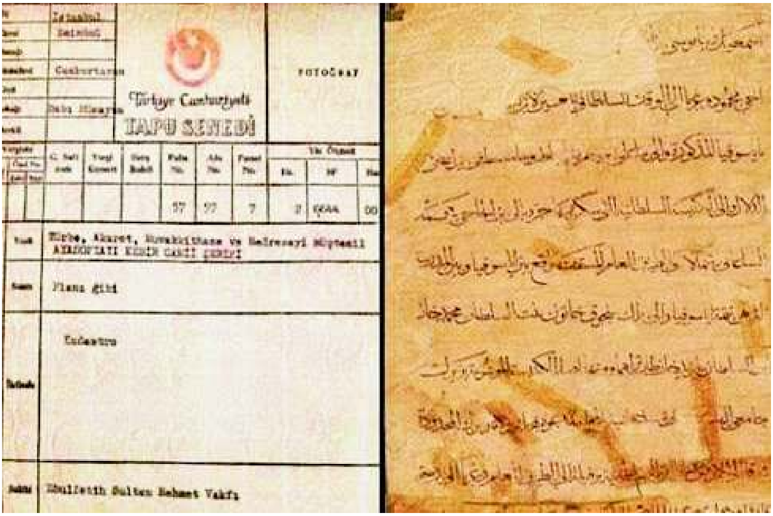

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔ (ادارہ)

(قسط وار)

صفحات: 128 قیمت: Rs.200

ناشر: ادارہ مبشرات،

پوسٹ بکس نمبر 126، I-10، اسلام آباد

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

تصویر ـــــ دنیا و آخرت کا عذاب
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹل فرمودات

(ساتویں قسط)

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّـذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَO (19:24)

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی تہمتِ بدکاری کی خبر پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

تصویر کی لعنت:

مفتی رشید احمدؒ اپنی کتاب خطبات الرشید میں ''تصویر کی لعنت'' کے زیرِ عنوان فرماتے ہیں:

''تصویر کی حرمت اور اس پر بہت سخت وعیدوں کے بارے میں حدیثیں اتنی زیادہ ہیں کہ صرف ایک کتاب، صحیح بخاری، میں اس پر مستقل دس باب ہیں، جن میں سے اس وقت صرف چند حدیثیں نقل کرتا ہوں:

عن وهب السوائی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... لَعَنَ آکِلَ الرِّبَا وَ مُوکِلَهٗ، وَ الْوَاشِمَةَ وَ الْمُسْتَوْشِمَةَ وَ الْمُصَوِّرَ

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، جسم گودنے والی پر، گدوانے والی پر اور تصویر ساز پر لعنت فرمائی۔‘‘

عَن عَبدِ اللّٰہِ بن مسعود رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ: اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِندَ اللّٰہِ یَومَ القِیَامَۃِ الُمُصَوِّرُونَ

’’قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت ترین عذاب تصویر سازوں کو ہوگا‘‘۔

قال ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ: وَ مَن أَظلَمُ مِمَّن ذَھَبَ یَخلُقُ کَخَلقِی، فَلیَخلُقُوا حَبَّۃً وَلیَخلُقُوا ذَرَّۃً

’’اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو عمل خالقیت میں میرا مقابلہ کرنے لگا۔ یہ لوگ ایک دانہ یا ایک ذرّہ تو پیدا کر کے دکھائیں‘‘۔

قَالَت عَائِشَۃ رضی اللہ عنہا: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِن سَفَرٍ، وَ قَد سَتَرتُ بِقِرَامٍ لِی عَلٰی سَھوَۃٍ لِی فِیھَا تَمَاثِیلُ، فَلَمَّا رَآہُ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھَتَکَہُ وَقَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَومَ القِیَامَۃِ الَّذِینَ یُضَاھُونَ بِخَلقِ اللّٰہِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے۔ میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا: ’’روز قیامت سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفت خالقیت میں اللہ کی نقل اتارتے ہیں۔‘‘

عَن أَبِی طَلحَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَدخُلُ المَلَائِکَۃُ بَیتًا فِیہِ کَلبٌ وَلَا تَصَاوِیرُ

’’جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے‘‘۔

[ملاحظہ: یہ حکم اُن ملائکہ رحمت کے متعلق ہے جو انسان کے لیے رحمت و برکت کا سبب بنتے ہیں اور اس کے لیے حق تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں‘‘] (’’تصویر کے شرعی احکام‘‘ ص 29)

عَن عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا أَنَّھَا اشتَرَت نُمرُقَۃً فِیھَا تَصَاوِیرُ، فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالبَابِ فَلَم یَدخُل، فَقُلتُ: أَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ مِمَّا أَذنَبتُ، قَالَ: مَا ھٰذِہِ

النُّمْرُقَةُ؟ قُلْتُ: لِتَجلِسَ عَلَيهَا وَ تَوَسَّدَهَا، قَالَ: اِنَّ أَصحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَومَ القِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُم: أَحيُوا مَا خَلَقتُم، وَاِنَّ المَلَائِكَةَ لَاتَدخُلُ بَيتًا فِيهِ الصُّورَةُ

''حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، میں نے تصویر دار تکیہ خریدا تو آپ ﷺ دروازہ پر رُک گئے اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی؟ میں اپنے گناہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکیہ کیسا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''اس مقصد سے لیا ہے کہ آپ ﷺ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت ان تصویر سازوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی مخلوق تصاویر کو زندہ کر دکھاؤ۔ اور بلاشبہ فرشتے ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔''

عن ابن عباس ؓ قال سَمِعتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنيَا كُلِّفَ يَومَ القِيَامَةِ أَنْ يَنفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيسَ بِنَافِخٍ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے دنیا میں تصویر بنائی اسے روز قیامت مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا۔''

عن عبد اللّٰہ بن عمر ؓ قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ ﷺ جِبرِيلُ، فَرَاثَ عَلَيهِ، حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَهُ، فَشَكَا اِلَيهِ مَا وَجَدَ، فَقَالَ لَهُ: اِنَّا لَا نَدخُلُ بَيتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلبٌ

حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے ملاقات کا وعدہ کیا مگر وقت پر نہ آئے۔ یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری لیکن جب آپ دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو جبریل مل گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے اپنے رنج و زحمت انتظار کا شکوہ فرمایا۔ اس پر جبریلؑ نے کہا: ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، ہم اس میں داخل نہیں ہوتے''۔

آپ ﷺ کی لاعلمی میں یہ دونوں چیزیں اس وقت گھر میں آ گئی تھیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا تو آپ ﷺ نے ان کو ہٹوا دیا۔

یہ وعیدیں ہر قسم کی تصویر سے متعلق ہیں۔ خواہ وہ بڑی ہوں یا چھوٹی، کپڑے، کاغذ پر بنائی جائیں یا در و دیوار پر۔ سکے پر نقش کی جائیں یا نوٹوں پر چھاپی جائیں، بہرکیف یہ احادیث میں مذکورہ وعیدوں کا مصداق اور حرام ہے۔ جہاں رحمت للعالمین ﷺ تشریف نہیں لے جاتے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں سے آئے گی؟'' (وعظ بعنوان ''اللہ کے باغی مسلمان ___ خطبات الرشید)

چند دیگر احادیث مبارکہ

قَاتَلَ اللّٰہُ قَوۡمًا یُصَوِّرُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُوۡنَ (مسند ابوداؤد طیالسی، طبرانی کبیر)

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تباہ و برباد کردے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنھیں وہ پیدا نہیں کرسکتے۔''

آپ ﷺ نے ایک موقع پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ارشاد فرمایا:

أَنۡ لَا تَدَعَ تِمۡثَالًا اِلَّا طَمَسۡتَهٗ وَلَا قَبۡرًا مُشۡرِفًا اِلَّا سَوَّیۡتَهٗ

''ہر تصویر کو مٹادو، ہر اونچی قبر کو برابر کردو''۔ (صحیح مسلم)

صحابہ علیہم الرضوان کا رویہ تصاویر سے متعلق

اَحسن الفتاویٰ میں ہے: ''حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کوئی شارح نہیں ہوسکتا۔ یہ حضرات آپ ﷺ کے حقیقی رمز شناس اور قول وفعل کے عینی شاہد ہیں۔ ان حضرات نے بھی تصویر سے متعلق تمام احادیث سے یہی مفہوم اَخذ کیا کہ یہ ارشادات ہر قسم کی تصاویر سے متعلق ہیں اور ہمیشہ کے لیے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصاریٰ کی دعوت یہ فرما کر ردّ فرمادی کہ تمھارے ہاں تصویریں ہوتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ شہر میں تمام تصاویر مٹادیں اور فرمایا، مجھے بھی حضور ﷺ نے اسی مہم پر بھیجا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مکان میں تصویر دیکھ کر دروازہ سے لوٹ آئے۔

یہ واقعات صحیح بخاری ومسلم میں تفصیلی مذکور ہیں۔ مسند احمد و سنن کبریٰ للبیھقی وغیرہ میں اور بھی کئی صحابہ کرام کے واقعات مفصل مذکور ہیں۔'' (احسن الفتاویٰ، ج ۸)

تصویر سے متعلق ابوابِ صحیح بخاری شریف (عنوانات)

آخرِ باب میں ہم یاددہانی کے طور پر صحیح بخاری شریف کے ان دس ابواب کے فقط

عنوانات درج کررہے ہیں جن میں تصویر کی حرمت اوراس بارے میں دُنیوی واُخروی وعیدوں کا تذکرہ ہے۔ جولوگ شرع شریف کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، وہ ان عنوانات اور چاہیں تو ساتھ ہی متعلقہ ابواب کا تفصیلی مطالعہ کر کے اپنے لیے نشانِ راہ ڈھونڈ سکتے ہیں:

1	بَابُ التَّصَاوِيْر	باب: تصویروں کے بیان میں
2	بَابُ عَذَاب الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَة	باب: قیامت کے دن تصویر سازوں پر عذاب
3	بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ	باب: تصاویر توڑنے کے بیان میں
4	بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ	باب: تصاویر کوروندنے کے بیان میں
5	بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوْرَةِ	باب: ان کے بیان میں جنھوں نے تصویر پر بیٹھنے سے نفرت کی
6	بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْر	باب: جہاں تصاویر ہوں، وہاں نماز پڑھنے کی کراہت
7	بَابُ لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَة	باب: فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو
8	بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَة	باب: ان کے بیان میں جو تصویر والے گھر میں داخل نہ ہوئے
9	بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ	باب: جنھوں نے تصویر ساز پر لعنت کی
10	بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفَخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ	باب: جس نے کوئی تصویر بنائی، قیامت کے دن اس کے ذمے ڈالا جائے گا کہ اس میں جان ڈالے حالانکہ وہ جان نہیں ڈال سکے گا۔

حرمت تصویر ـــــ حکمتیں اور بصائر

حکیم الاسلام قاری محمد طیب کی تحلیلات

تصویر کی حقیقت، تصویر ساز کے ذہن، تصویر پرستانہ تمدّن کے قلب ونفس انسانی پر اثرات، اس کے نقصانات اور شریعت مطہرہ کے تصاویر سے تنفر بٹھانے کی حکمتوں، اور شارع ﷺ کے اس

بارے میں رویوں کو ___ حکیم الاسلام قاری محمد طیب علیہ الرحمۃ (1897ء_1983ء) نے ___ جس فکر انگیز اسلوب میں بیان فرمایا ہے، وہ سب یقیناً آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

اس فقید المثال تقریر کو پڑھنے کے بعد، یہ بحث کہ ___ تصویر سازی کی موجودہ جدید صورتیں ''فنی'' اور ''ساختی'' اعتبار سے تصویر ہیں بھی یا نہیں؟ ___ ایک اضافی بحث رہ جاتی ہے۔ اور اپنی ہیئت کے علی الرغم ___ ''قلمی'' ہوں یا ''کاغذی'' اور ''عکسی'' ہوں یا ''شمسی'' کسی بھی قسم کی صورتوں اور شکلوں کی طرف متوجہ و منہمک ہونا ہی ''غیر مقصود'' ثابت ہوتا ہے۔

نیز اس بحث میں ___ شریعت اسلامیہ نے جو نفرت اور ابعاد دلوں میں نفس تصویر سے متعلق پیدا کیا ہے ___ اس کی حکمتیں بھی کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ اپنی اس ساری تقریر، بعنوان ''تصویر سازی کی مذہبی و تمدنی حیثیت'' کا خلاصہ آپؒ نے آگے چل کر بیان فرمایا ہے، لیکن ہم اسے شروع میں بھی بیان کر کے، پورا مضمون آگے نقل کر رہے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

''......خلاصہ یہ ہے کہ شریعت نے شہود سے ہٹا کر غیوب کی طرف انسان کو بڑھانا چاہا ہے، اَجسام سے ہٹا کر حقائق کی طرف اور بالآخر مخلوقاتی حقائق سے بھی ہٹا کر حقائق الٰہیہ کی طرف لانا چاہا ہے جن کا مشاہدہ بجز صورتوں سے قطع تعلق کیے ہوئے دشوار و ناممکن تھا۔ پس کہاں اسلام کی یہ حقیقت رسانی اور حق نمائی کہ بطون در بطون اور غیب در غیب کی طرف بڑھا کر انسان کو حقیقت سے ہم کنار کر دیا اور کہاں انسانی تخیل کی یہ کج روی کہ (بذریعہ تصاویر و فلم وغیرھا) نمائش و زیبائش اور نمود در نمود کی طرف دھکیل کر انسان کو حق اور حقیقت سے بعید و بیگانہ محض کر دیا، حقیقت الحقائق سے جدا کر کے جزوی حقائق پر اور ان سے بھی بے بہرہ بنا کر صُوَر و اَشکال پر اور پھر ان بھی ہٹا کر تصویری خدوخال پر لا کھڑا کیا............''

اب حضرت حکیم الاسلام کی پوری تقریر کو دل کی آنکھوں سے پڑھیے، اور ساتھ ساتھ ہی تصویر و فلم کو اپنانے والے دنیاداروں اور دین داروں کی معروضات پر، ان تحلیلات کو چسپاں کرتے چلے جایئے۔ یہ نقلی و عقلی دلائل پڑھ کر آپ جان جائیں گے کہ اہل باطل کو صورت پسندی سے تصویر پرستی تک کا سفر طے کروا کر ان سے کیا کچھ چھینا گیا؟ اور اہل حق کو حقیقت پسندی اور غیبی حقائق میں منہمک رکھوانے کے لیے کس طرح تصویروں سے دور ہٹایا گیا؟!

ذیل کی یہ تقریر ''خطباتِ حکیم الاسلام'' دارالاشاعت (کراچی) سے، (مؤلف کی جانب سے تجدیدعنوانات کے ساتھ) بصد شکریہ نقل کرکے پیش کی جارہی ہے۔

تصویر ایک بدترین منکر ___ اور ایک مسلم کی مسلمانہ ذہنیت تبدیل کرنے کا سبب ہے

''آج تصویر اور صورت سازی اپنے غیر معمولی شیوع کی بدولت موجودہ تمدن کا ایسا جزء لاینفک بنی ہوئی ہے کہ اس کا کوئی شعبہ اپنی رونق کو تصویر کے بغیر قائم نہیں رکھ سکتا۔ مکان، دکان، خطوط، کتب، رسائل، سکہ، تمغہ، رقعہ، دستاویز، تلوار، ہتھیار، چھری، چمچہ، لیبل، مارکہ کوئی چیز نہ تصویر سے خالی اور نہ تصویر کے بغیر اس میں کوئی کشش ہی محسوس کی جاتی ہے۔ پس جاذبیت کی ساری طاقتیں آج تصویر کے ایک رُخ میں پنہاں ہوچکی ہیں اور تقریباً دنیا کی ہر قوم بلا استثناء اپنی پوری ہی گرویدگی وشغف کے ساتھ تصویر کی طرف پروانہ وار دوڑتی چلی جارہی ہے۔

اَقوام کے اس اِجماع میں جو تصویر کے ساتھ فدائیت پر منعقد ہوچکا ہے، ہم تصویر کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلاشبہ اس اِجماع کے خلاف ہم ایک ایسے نظریے کے ماتحت تصویر کو دیکھ رہے ہیں کہ اس کے ہوتے ہوئے تصویر نہ صرف بدترین منکر ہی دکھلائی دیتی ہے، جسے معروف کی لائن سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ ایسی مہلک اور مخرب دست کاری نظر آتی ہے، جسے ایک مسلم کی مسلمانہ ذہنیت تبدیل کردینے میں کافی مداخلت حاصل ہے۔

مقصودِ واقعی ___ ''حقیقت'' ہے نہ کہ ''صورت''!

یہ ایک ناقابل اِنکار حقیقت ہے کہ ہر 'صورت' اپنی حقیقت کا ظہور اور اس کے لیے تعارف کا ایک ذریعہ ہے۔ دنیائے صور واَشکال میں کوئی حقیقت بغیر صورت کے شناسا نہیں ہوسکتی۔ پس صورت ایک درمیانی خادِم ہے جس کا منصبی فرض صرف حقیقت تک پہنچا دینا ہے اور بس!

زید اور عمر کی صورتیں، حیوانات اور نباتات کی ہیئتیں صرف اس قدر اہمیت رکھتی ہیں کہ دنیا کو اپنے باطنی حقائق سے شناسا بنادیں۔ جس کے صاف معنی یہ نکل آتے ہیں کہ کوئی صورت بلاحقیقت یا بلاترجمانی حقیقت، درخورِ التفات ہی نہیں کہ صورت محض نہ بذاتہٖ مقصود ہے اور نہ مقصودیت کی شان رکھتی ہے۔

اس اصول پر یہ اندازہ لگالینا مشکل نہیں کہ مقصود واقعی صرف 'حقیقت' ہے 'صورت' نہیں۔ صورت وسائلِ تعارف میں سے ایک وسیلہ ہے۔ اگر بالفرض ہم بلاصورت ہی کسی حقیقت کو پہچاننے پر قادر ہوجائیں تو شاید پھر صورت کی طرف تھوڑے سے تھوڑا التفات بھی ہم پر شاق گزرنے لگے اور ہم اسے اِضاعت وقت سمجھنے لگیں۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ صورتوں کی طرف توجہ کرنا فی الواقع، حقیقت پر براہِ راست قدرت نہ پا سکنے کا ثمرہ اور ہمارے قصورِ اِدراک کا نتیجہ ہے۔ مثلاً ہم تاج محل آگرہ کا اصل نقشہ آنکھوں میں رکھنے کے لیے اس کی تصویر سامنے رکھ لیتے ہیں لیکن اگر کسی ذریعے سے ہم خود تاج محل کو یہاں اُٹھا کر لا سکتے یا ہمہ اوقات ہر جگہ سے اسے دیکھتے رہنے کی قدرت رکھتے تو شاید ہمارا دھیان اس کاغذی تاج محل کی طرف کبھی بھی منعطف نہ ہوتا۔ اس لیے یہ نتیجہ صاف ہے کہ صورت اور ہیئت سامنے رکھنا اصل کی یاد آوری کا ایک ذریعہ اور ساتھ ہی صورت بین کے قصورِ ادراک کا ثمرہ ہے کہ وہ براہ راست اصل حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا۔

صورتوں کو مرکزِ توجہ بنانا ــــ مقصود سے اِعراض اور وسائل محض میں اِنہماک وشغف رکھنا ہے

پس جب کہ ایک ایسی صورت بھی ــــ جو کسی واقعی حقیقت کا عنوان یا ترجمان بھی بنی ہوئی ہے ــــ واسطہ محض سے زائد کوئی درجہ نہیں رکھتی، تو وہ تصویر جو صورت ہی صورت کی ترجمانی کر رہی ہو اور حقیقت سے اسے کوئی بھی واسطہ نہ ہو، یا تصویر ہی فرضی ہو جس کے نیچے کسی واقعی صورت کا بھی وجود نہ ہو ــــ ظاہر ہے کہ بے اصل محض، بے وزن محض اور بے التفات محض ہونی چاہیے کہ وہ حقیقت کے بجائے باطل اور بے بنیاد شے یا لاشی محض کی ترجمانی کر رہی ہے۔ پھر بھی اگر ایسی بے بنیاد اور باطل صورتوں کو مرکز توجہ بنالیا جائے تو یہ مقصود سے اعراض اور وسائل میں شغف کے سوا کون سے لفظ سے تعبیر کیا جائے گا؟ اور کون نہیں جانتا کہ مقصود کے ہوتے ہوئے وسائل محض میں انہماک وشغف رکھنا یا بالفاظِ دیگر اپنے قصورِ ادراک اور عجزِ تصور کو ــــ باوجود ازالہ کی قدرت کے، پالتے رہنا ــــ دانائی کے بجائے انتہائی سادہ لوحی بلکہ اس سے بھی آگے ہی کا کوئی درجہ ہے۔

دل کا غیبی امور سے ہٹ کر گرفتارِ صورت ہونا اور صورتوں اور اَشکال کی طرف مائل ہونا ـــــ شرک فی المقصود ہے!

بس اسی قلبِ موضوع سے ـــــ کہ وسائل ''مقصود'' کا درجہ حاصل کرلیں اور خود ''مقصود'' غیر اہم ہوجائے ـــــ شرک فی المقصود کی بنیاد پڑتی ہے، جس کی ذمہ داری تنہا تصویر پر عائد ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب قلب کو، جو باطن اور غیبی امور میں منہمک ہوکر ذوقی مشاہدوں کا شائق بنایا گیا ہو، تصویر آرائی کے ذریعے گرفتارِ صورت بنادیا جائے تو اس کا نتیجہ بجز اس کے اور کیا نکل سکتا ہے کہ وہ (قلب) اپنی جمعیت کھوکر کچھ باطن کا ہو رہے اور کچھ ظاہر کا ہو رہے، کچھ حقیقت کی طرف مائل ہو اور کچھ صورت کی طرف۔ گویا اپنی اصل جبلت سے تو غیبیات اور حقائق کی طرف جھکے، اور ان غیر جبلی قواسر سے ظاہری نمود اور صورت و اشکال کی طرف مائل ہو اور اس طرح توحیدِ مطلب کے بجائے تعددِ مطالب کا مجرم ہوجائے جو شرک کی حقیقت ہے۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ مقصود کے مقصود باقی رہتے ہوئے شرک فی المقصود سے نہ بچنا، عقل کی انتہائی گمراہی اور فہم سلیم کا خون اپنی گردن پر لینا ہے۔ ہاں جس درجہ کا مقصود ہوگا اسی درجہ ـــــ غیر مقصود کا اس میں ساجھا قائم کرنا ـــــ خلافِ فطرت اور جرم ہوگا۔

تصویر کے سبب ایک طبقہ شرک فی العبادۃ میں گرفتار ہوا

یہاں پہنچ کر دنیا کی قوموں کے دو راستے ہوگئے۔ ایک طبقہ نے جو تلاشِ معبود میں سرگرداں اور تعارفِ غیب کا دل دادہ تھا، اپنی خوگرِ محسوس ذہنیت سے مغلوب ہوکر تصویر کو خدائے برتر و توانا کے تعارف کا ذریعہ قرار دیا اور معرفت رب کے لیے ابتداءً تصویر کو مرکز تصور بنایا، لیکن عادت جاریہ کے موافق انسان کی خوگریٔ احساس اور مغلوبیت عقل و معرفت نے پہلے تصویر کو اس کا ساجھی بنایا اور پھر رفتہ رفتہ تصویر میں مقصودیت اور معبودیت کی شان پیدا کردی۔ وہ تمام افعالِ عبودیت، رکوع و سجود، نذر و نیاز، بھینٹ اور قربانی وغیرہ ـــــ جو اُس بے چون و بے چگون ذات کے لیے ہوتے ـــــ اب اس کی نامزد صورتوں اور فرضی مجسّموں کے لیے ہونے لگے۔ کل تک جو حظ و کیف اس کے نام اور اسی کے لطیف دھیان سے روح میں پیدا کیا جاتا تھا، آج اُس کی فرضی صورتوں سے حاصل کیا جانے لگا۔

دنیا کی سب سے پہلی بت پرست قوم (اُمتِ نوح علیہ السلام) جس نے پانچ مردانِ حق (وُد، سواع، یغوث، یعوق، نسر) کی تصویروں کو ذریعہء خدا شناسی بنا کر اپنے معبدوں میں نصب کیا، آخر کار انھی مجسّموں نے اس خوگر محسوس قوم کی ذہنیت پر فتح حاصل کر لی اور ایک لطیف وخبیر خدا کی جگہ پانچ کثیف الاجسام معبود جم گئے اور ایسے جمے کہ پھر مستقلاً انھی اسے استمداد کی جانے لگی۔ وہی اولاد دہندہ شمار ہوئے، وہی ابر و باراں کے مالک ٹھہر گئے اور انھی کی سنگین صورتوں سے ہر ایک مراد مانگی جانے لگی، جس کا ثمر یہ نکلا کہ قوم حقیقت الحقائق تک تو کیا پہنچتی، عام حقیقتوں سے بھی محروم ہو کر محض صورت پرستی کے جال میں پھنس گئی اور اس کی ذہنیت غائر ہونے کے بجائے اس درجہ سطحی ہو کر رہ گئی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساڑھے نوسو (950) سالہ وعظ و پند سے، سوائے چند روز ظاہر داری کے، کوئی ایک عبرت اور کوئی ایک انجام بینی بھی ان کے دل و دماغ تک نہ پہنچ سکی۔ پھر نہ صرف قوم نوح بلکہ ہر تصویر کی پجاری قوم جو قوم نوح کے نقش قدم پر گامزن ہوئی، اسی سطح پرستی کا شکار ہوئی۔

ہندوستان کے صنم پرست اور خدا کے فرضی مظاہرے سے رشتہ نیاز جوڑنے والے، تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی رنگین تصویروں کے غلام بنے۔ مغرب کے تثلیث پرست کنواری کے بت اور ابنُ اللہ کے مجسّمے کے سامنے اوندھے ہوئے۔ ایران کے مجوسی یزدان واہرمن کے پیکروں کے سامنے رغبت ورہبت کا اظہار کرنے لگے۔ آتش پرستوں نے آتشی لپٹوں کے سامنے سر نیاز خم کیا۔ غرض اس راہِ محسوس پسندی نے صورتوں میں اُلجھا کر سب ہی کو حقیقت سے بیگانہ بنا دیا اور خالص شرک کے راستہ پر لا کھڑا کیا جس سے یہ اشرفُ المخلوقات اپنی توحیدِ مطلب کو یکسر فنا کر بیٹھا اور قلبی پراگندگی وتشتُّت کے مہلک جال میں پھنس کر اپنی طمانیت وبشاشت خاک میں ملا دی۔

ذہنیت اور جذبات کا بہت بڑا حصہ اپنی ہی
خودساختہ صورتوں کے ساتھ وابستہ ہو گیا

دوسری قوم کو اپنی تصویر بازی اور صورت پسندی کے ذریعے خدا کی تلاش نہ تھی اور نہ انہوں نے تصاویر سے مظاہر غیب کی جستجو شروع کی۔ تاہم تمدن ومعاشرت کے سلسلہ میں ساری کائنات کو، اس کی تصاویر کے ذریعے پہچاننے کے جذبہ نے، ان کو بھی اصل سے ہٹا کر نقل پسندی

اور پھر خالص صورت پرستی یا حقیقت سے بے تعلقی میں اُلجھا دیا۔ یہ قوم پہلے سے بہت ہی ادنیٰ اور ذلیل مرتبہ پر آ کر رُکی۔

پہلی قوم نے اگر صورتوں اور مجسّموں کو قبلۂ استقبال بنایا تو ــــــ خداشناسی کے لیے! گویا حقیقت رسی، کم از کم جذبات میں تو مرکوز تھی، گویا تلاشِ حقیقت ہی کے سلسلہ میں صورتوں کے ساتھ انہیں شغف پیدا ہوا، لیکن دوسری قوم کی تصویر بازیوں میں ابتداء ہی سے حقیقت بینی کا کوئی ادنیٰ جذبہ بھی دستیاب نہیں۔ اِس کے تصویری جذبات صرف تزئین و آرائش یا نمائش و زیبائش ہی تک محدود ہیں، جس کا تعلق صورت درصورت ہی سے ہے اور بس ــــــ! یعنی اس قوم کے یہاں تصویروں سے کسی ''مستور اور غیبی حقیقت کا ظہور'' تو کیا مطلوب ہوتا، اس مشاہدۂ کائنات کی حقیقت وصورت میں ''صورت'' کا درجہ خود فانی اور عارضی تھا اور جب کہ فانی کا بھی فانی درجہ یعنی ''تصویر'' کو منتہائے مقصود بنا دیا جائے تو ایسی قوم صرف واقعیت ہی سے دور نہیں ہوگی بلکہ باطل سے باطل اور بے حقیقت بنیاد پر کھڑی ہو کر اپنے وزن اور طاقت اور اپنی جڑوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے کمزور کر دینے کی مرتکب ٹھہرے گی۔

یورپ کی تمدن پرست قومیں اسی باطل سازی اور تصویر بازی کی لعنت میں سب سے زیادہ گرفتار ہوئیں۔ ان اقوام کو اس بے بنیاد صورت پرستی اور نمائش پسندی نے اس درجہ سطحی اور بے بنیاد بنا دیا کہ آج وہ کسی حقیقت تک تو کیا پہنچتیں ــــــ اپنی ''مصنوعی صورتوں'' کے سامنے ــــــ ''قدرتی صورت'' کے ساتھ بھی پورا شغف قائم نہ رکھ سکیں کہ ان میں کچھ نہ کچھ تو واقعیت کی شان ضرور تھی۔ ان کی ذہنیت اور جذبات کا بہت بڑا حصہ اپنی ہی خودساختہ صورتوں کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ تصویروں کی ساخت و پرداخت اور خریداری پر لاکھوں روپیہ صرف کرنا، تصویریں سامنے رکھ کر عالمِ خیال میں ان سے باتیں کرنا، عشق و محبت کے جذبات کاغذ کے رنگین عکوس پر نچھاور کرنا ان کا شعار ہو گیا۔

سطح پرستی کی انتہاء ــــــ آدمیوں سے وہ اثر نہیں لیا جاتا

جو سینما کی متحرک تصویروں سے لیا جا رہا ہے

آج عریاں تصویروں کو سامنے رکھ کر شہوانی جذبات اسی طرح مشتعل کیے جاتے ہیں

جس طرح کسی اصل صورت کے سامنے ہو سکتے تھے۔ بڑی بڑی شخصیتوں کے مجسّمے صرف بازاروں ہی کے چوک میں نصب نہیں بلکہ دلوں کی گہرائیوں میں اس درجہ گھس چکے ہیں کہ ان کی کسی ادنیٰ توہین پر اسی طرح ازالہ حیثیت کے مقدمات چلائے جاتے ہیں جس طرح اصل شخصیت کے بارہ میں مقدمہ چل سکتا ہے۔ آخر لارنس کے بت کا مقدمہ دنیا کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا، وکٹوریہ کے بت کی توہین پر تحقیقاتی پولیس کا مقرر کیا جانا اس دورِ صورت پرستی کی تاریخ میں محفوظ ہے، حالانکہ اصل کا آج کوئی پتہ نشان بھی نہیں۔ یہ تمام معاملات صرف مصنوعی پیکروں کے ساتھ اسی شدومد سے کیے جا رہے ہیں، جس طرح قدرتی مجسّموں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بعض نایاب اور پرانے تصویری شاہ کاروں کی قیمتیں اس مقدار میں اُٹھ جاتی ہیں کہ شاید اس مصور کو اگر نیلام کیا جاتا تو اس کے عشر عشیر بھی دام نہ اٹھ سکتے۔ حتیٰ کہ ان تصویری جذبات نے فلم سازی کا ایک مستقل فن ہی پیدا کر دیا ہے جس کے لیے خزانوں کا ایک مستقل حصہ وقف ہے۔ ایک ایک فلم پر ہزار ہا (اب کروڑ ہا) روپیہ کی لاگت آتی ہے، فلم سازوں کی بیش قرار تنخواہیں اور سینما کی قیمتی عمارتیں، بابِ تمدن کا ایک نہایت ہی شاندار اور خوشگوار اضافہ سمجھی گئیں، آدمیوں سے وہ اثر نہیں لیا جاتا جو سینما کی متحرک تصویروں سے لیا جا رہا ہے۔

نمائشی سطح پرستی کی یہ وہ انتہائی حد ہے کہ آج کا انسان گویا خود بھی اپنے نزدیک اس لیے باطل محض ہو گیا کہ اس کے شغل کے لیے خود اس کی قدرتی شکل بھی کافی نہ رہی جب تک کہ اس (اصلی) صورت کی بھی خود ساختہ (نقلی) صورت اس کے سامنے موجود نہ ہو۔

غرض حبّ و بغض، نفرت و رغبت، عشق و محبت اور خرید و فروخت کے تمام وہ معاملات جو ایک سطح پسند انسان ـــــ انسان کی اصلی اور قدرتی صورت سے قائم کرتا ـــــ آج اس سطح کی بھی نقلی اور فرضی سطح و صورت کے ساتھ جوڑتا جا رہا ہے۔ کیا یہ صورت پسندی کی انتہا نہیں ہے؟ اور جب ایسا ہے تو کیا یہ حقیقت سے بے خبری اور بے گانگی کی بھی انتہا نہیں ہے؟ اور پھر ایسی قوم کے حق میں ـــــ جو حقائق سے بے گانۂ محض بن کر محض ''صورتوں'' اور صورتوں کی بھی ''نقالی'' میں اُلجھ کر رہ جائے ـــــ عقل و دانش کیا فیصلہ کرے گی؟ (جاری ہے)

کیا حفظِ قرآن کریم کی تعلیمی اہمیّت سے انکار ممکن ہے؟

ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری
(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور)

آج سے تقریباً ایک برس قبل جون ۲۰۱۹ء کے 'ماہ نامہ اشراق' میں ''قرآن مجید کے حفظ کی رسم پر نظرِ ثانی کی ضرورت'' شائع ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کی روایات کی پیروی کرنے والے سوادِ اعظم میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ اگلے ہی ماہ جولائی ۲۰۱۹ء کے 'ضیائے حرم، بھیرہ' میں راقم کے قلم سے ایک مضمون ''حفظِ قرآن کریم کی روایت پر نظرِ ثانی کی ضرورت؟ ایک فکری مغالطے کا ازالہ'' کے زیرِ عنوان سامنے آیا۔ اگرچہ یہ مضمون سب سے پہلے ''ماہ نامہ اشراق'' کو ہی بھیجا گیا لیکن اس علمی جریدہ کے اربابِ حل وعقد نے اسے درخورِ اعتنا نہ جانا۔ شاید ایک ماہ کے غور وتدبر (جو اہلِ اشراق کا طرۂ امتیاز ہے) کے بعد اگست ۲۰۱۹ء میں راقم کے مضمون کو (بزعمِ خود کچھ ضروری ترمیمات کے بعد) ''کیا قرآن مجید کے حفظ کی روایت پر نظرِ ثانی ہوسکتی ہے؟'' کے زیرِ عنوان شائع کیا۔ چونکہ بہت سی گرد اُڑادی گئی تھی اس لیے بزرگ عالمِ دین اور وفاقی شرعی عدالت کے مشیر حافظ صلاح الدین یوسف (۱۹۴۵-۲۰۲۰ء) کے سلفیت کی بھرپور نمائندگی کرنے والے مضمون ''کیا حفظِ قرآن کی ''رسم'' غیر ضروری اور بدعت ہے، غامدی گروہ کا ایک اور نہایت فتنہ انگیز شوشہ'' کو بھی اشراق کے صفحات پر جگہ دی گئی۔ قریباً تین صفحات پر مشتمل اپنے مضمون میں وفاقی شرعی عدالت کے مشیر نے پہلے ایک صفحے میں فراہی (۱۸۶۳ء-۱۹۳۰ء)، اصلاحی (۱۹۰۴ء-۱۹۹۷ء) اور غامدی گروہ کے خوب لتّے لیے،

تین سوالات کے مختصر جوابات دیے اور حفظ قرآن کی ترغیب میں چار احادیث نقل فرمائیں۔
ماہ اگست میں ڈاکٹر محمد امین (پ ۱۹۴۷ء) نے ماہ نامہ البرھان میں ''حفظ قرآن کو بدعت کہنا گمراہ کن ہے، غامدی مکتب فکر کے ڈاکٹر عرفان شہزاد کا مؤقف تجدد کا شاہکار ہے'' کے عنوان سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ انہی دنوں مفتی محمد منیب الرحمان (پ ۱۹۴۵ء) نے بھی ''دنیا نیوز'' میں ''زاویۂ نظر'' کے کالم میں ''کیا حفظ قرآن بدعت ہے؟'' کے زیر عنوان دو اقساط میں اشراق کے مقالہ نگار کی آراء کا محاسبہ ادارتی صفحے پر کیا۔ اس کے بعد یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید جو گرد اُڑا دی گئی تھی وہ بیٹھ چکی ہے۔ اشراق کے مقالہ نگار نے اپنی آراء سے رجوع کر لیا ہوگا لیکن ٹھیک سال بعد جون ۲۰۲۰ء میں اسی مضمون نویس (پ ۱۹۷۶ء) نے ''ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی: دینی اور سماجی تناظر میں متعلقہ مسائل کا جائزہ اور تجاویز'' کے زیر عنوان جون ۲۰۱۹ء والی باتوں کو ہی ایک نئے انداز میں دہرایا ہے۔ اگر مقالہ نگار کی تحریر کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو وہ اپنے دعاوی کی خود ہی تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے کہ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس طرح کے انسانیت سوز واقعات کے تعدد (Frequency) کا تاثر غیر حقیقی ہے۔ اس حقیقت سے آپ نے بایں الفاظ پردہ اٹھایا ہے۔

۱۔ ''ہر معلوم واقعہ کا سوشل میڈیا پر چرچا ہونا اسے زبان زد عام کر دیتا ہے، جس سے ان کے کثرتِ وقوع کا تاثر مزید مضبوط ہوتا ہے''۔(۱)

ہمارا کہنا یہ ہے کہ جب اس جرم کی شرح وہی ہے تو پھر اس واویلے کے کیا مقاصد ہیں؟
فاضل مقالہ نگار خود تسلیم کرتے ہیں کہ:
''آبادی کے تناسب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس کی شرح کم وبیش وہی ہے جو سماج میں ہمیشہ سے رہی ہے۔''(۲)

ایک غیر حقیقی استنباط

اشراق کے مقالہ نگار چونکہ خود ہی مدعی، خود ہی وکیل اور خود ہی منصف کا کردار سنبھالے ہوئے ہیں اس لئے اسی زعم کے زیر اثر لکھتے ہیں:
''جنسی زیادتی کے بعد قتل کے جرم کے علاوہ، مدارس دینیہ کا حصہ اس معاملے میں

تناسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہے، جب کہ جنسی زیادتی کے بعد قتل کے واقعات زیادہ تر مدارس کے باہر کے جارحین کی طرف سے صادر ہوئے ہیں''۔(۳)

درج ذیل بیان سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مقالہ نگار مدارس کے خلاف جیسے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ذرا یہ بیان ملاحظہ ہو:

''جارح کو زیادتی کا موقع کیسے ملتا ہے، اس تناظر میں والدین اور تعلیم گاہوں، خصوصاً مدارس ــــ جہاں یہ واقعات تسلسل سے پیش آتے ہیں ــــ کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔''(۴)

ایک جگہ آپ نے اسے ایک معاشرتی انسانی مسئلے کی حیثیت سے خود ہی تسلیم کیا ہے۔

''زیر بحث معاملہ میں کم زور فریق کم سن بچہ ہے، جو اپنے سے طاقت ور افراد (استاد، ہم سبق، ہم مکتب، قریبی رشتہ دار، محلے دار وغیرہ) کی حراست میں آجاتا ہے اور استحصال سے مراد جنسی زیادتی ہے''(۵)

اس معاشرتی برائی اور انسانی المیہ کے وقوع کے امکانات کا اصول مقالہ نگار نے خود ہی بیان کر دیا ہے۔

''طویل یا معتد بہ اوقات کے لیے کم سن بچوں کا متعلقہ طاقت ور اور با اختیار افراد کو دستیاب ہونا انھیں بچوں کے استحصال پر اُبھارتا ہے۔ جسمانی تشدد اور جنسی زیادتی کے واقعات کا تناسب وہاں زیادہ ہوگا جہاں یہ امکانات زیادہ ہوں گے''(٦)

یعنی اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں بھی مختلف عمروں کے لوگ جمع ہوں گے۔ اسکول، کالج، یونیورسٹی یا اجتماعیت کا کوئی اور ادارہ وہاں اس کے امکانات ہو سکتے ہیں۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تنقید کا نشانہ مدارس ہی کیوں؟

ٹیوشن سینٹر کے لیے مقالہ نگار کی تجویز:

فاضل مقالہ نگار نے مذکورہ بالا ــــ بچوں کی جائے تدریس سے متعلق ــــ احتیاطی تدبیر پیش کرنے سے پہلے بالکل غور نہیں کیا کہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے۔ صدیوں سے یہاں جو نظام تعلیم رائج ہے ــــ جس میں حفظ قرآن کریم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ــــ اس میں نگرانی اور دیکھ بھال کے مؤثر ذرائع اختیار کیے گئے ہیں۔ مقالہ نگار کی تجویز ملاحظہ ہو:

’’گھر میں اور ٹیوشن سنٹر میں تدریس کی جگہ ایسی ہونی چاہئے کہ مختلف اطراف سے نظر رکھی جا سکے‘‘۔(۷)

اس بات سے ہمارے معاشرے کے اکثر اہل نظر آگاہ ہیں کہ حفظ قرآن کی تعلیم کے لئے عام طور پر مساجد کے بڑے ہال یا مساجد کی کسی بڑی، کھلی، ہوادار اور روشن جگہ کو منتخب کیا جاتا ہے، جہاں ہر وقت لوگوں کی آمد ورفت رہتی ہے۔ ایک معاشرتی مرکز کی حیثیت سے محلے کے مسائل، تقاریب نکاح، وفات و جنازے کے اعلان اور پنچائیت کے حوالے سے مساجد میں اکثر لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے تو پھر بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اس سے محفوظ جگہ کون سی ہوسکتی ہے۔ ان سب حقائق کی موجودگی میں مقالہ نگار کا اپنی خود ساختہ رائے پر اصرار حیران کن ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: ’’بچے سے زیادتی سے متعلق ـــــ امکانات سب سے زیادہ مدارس کے ماحول میں میسر ہیں ـــــ یہاں اس جرم کے وقوع کا تناسب دوسری جگھوں کے مقابلے میں زیادہ ہونا تعجب انگیز نہیں ہے‘‘(۸)

ایک تعلیمی حقیقت

مقالہ نگار نے درست لکھا: ’’حفظ قرآن ایک بہت بڑی سعادت ہے، جس کے حصول کے لئے بہترین عمر بچپن کی ہے۔‘‘(۹)

شعب الایمان کی حدیث نے جس منزل کی طرف اشارہ کیا ہے، حفظ قرآن کریم اس منزل کے حصول کی جانب ایک پختہ قدم ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

حَامِلُ الْقُرْآنِ إِذَا عَمِلَ بِهِ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ يُشَفَّعُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ (۱۰)

’’جو حافظ قرآن، قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو، اس کی حلال کردہ اشیاء کو حلال اور حرام کردہ اشیاء کو حرام کرتا ہو، وہ اپنے گھرانے کے دس افراد، جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی، کی سفارش کرے گا‘‘

جوش تعصب میں یہاں مقالہ نگار کا قلم چوک گیا، لکھتے ہیں:

’’جہنم کی آگ کا خطرہ دنیا کے کسی بھی خطرے سے مقابلے میں کم ہوتا ہے‘‘(۱۱)

مقالہ نگار کی بیمار سوچ کا اظہار:

''بچے کو ان تمام رشتوں ناتوں سے دور کسی باہر کے مدرسے میں بھیجا جائے، جہاں وہ کوئی شناسا نہ پائے اور یوں مختلف عمر اور مختلف علاقوں کے لڑکوں اور اساتذہ کے اجنبی ماحول میں وہ پوری توجہ سے قرآن مجید حفظ کرنے پر مجبور ہو جائے۔'' (۱۲)

اس میں ''مجبور ہو جائے'' کے الفاظ مقالہ نگار کی بیمار ذہنیت کا شاخسانہ ہیں۔ اسلامی تاریخ میں بچے کی تربیت کے لیے گھر اور قریبی عزیزوں سے دور رضاعت اور ابتدائی تربیت کے لیے اجنبی ماحول میں بھیجا جانا سنت ہے۔ مغربی اقوام میں بورڈنگ اسکول کا تصور بھی تربیت کے اسی تصور کے گرد گھومتا ہے۔ بورڈنگ اسکول صرف وہی نہیں جہاں بہت بھاری فیسوں کی ادائیگی کی جاتی ہے بلکہ وہاں چیریٹی (CHARITY) کے ادارے بھی بورڈنگ اسکول چلاتے ہیں۔ مقالہ نگار نے یہاں بھی اپنی مخصوص ذہنیت کی بدولت ایک اور صغریٰ کبریٰ بنایا ہے اور مدارس میں کم سن بچوں کے داخلے کی ایک وجہ غربت کو قرار دیا ہے۔

''گھرانے کی کم آمدنی اور مفلسی بچوں کو مدارس میں داخل کرانے ایک بڑی وجہ ہے'' (۱۳)

حقیقت یہ ہے کہ ہماری مادری زبان میں کہتے ہیں کہ ''دنیا بھلیو بھلی'' اس میں کوئی شک نہیں کہ غربت کی لکیر سے نیچے لوگوں کے بچوں کے لیے بھی مدارس جائے پناہ ہیں۔ جیسے فقہ حنفی کے بہت بڑے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳۔۱۸۲ھ) اسی کم سنی اور غربت کے دور میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۔۱۵۰ھ) کے ہاں حصولِ علم کے لیے لائے گئے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ بہت سے پڑھے لکھے اور کھاتے پیتے گھرانے دینی علوم کے حصول کی خاطر باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت اپنے بچوں کو حفظ قرآن کریم کی دولت کے حصول کے لیے گھر سے دور مدارس میں بھیجتے ہیں۔ راقم کے ہم جماعتوں میں سے ایک ساتھی ڈنگہ ضلع گجرات کے عطاء المصطفیٰ (پ ۱۹۵۹ء) میٹرک کا امتحان دینے کے بعد ۱۹۷۶ء میں حفظ قرآن کریم کی دولت کے حصول کے لئے آئے۔ ایک سال سے بھی کم مدت میں حفظ مکمل کر کے انھوں نے اپنے تعلیمی سلسلے کو جاری رکھا۔ ایم اے کے فوراً بعد حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم میں لیکچرر کے طور پر گورنمنٹ زمیندارہ کالج گجرات میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ڈنمارک کے پاکستانی تارکین وطن نے

۱۹۹۱ء میں آپ کو اپنے نونہالوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے دعوت دی تو آپ ایک استاد اور مبلغ کے طور پر وہاں تشریف لے گئے۔ چند سالوں بعد ناروے میں مقیم اہل وطن نے یاد کیا تو آپ اردو، انگریزی، عربی، فارسی اور ڈینش زبانوں میں لکھنے اور بولنے کی صلاحیت کے ساتھ ناروے منتقل ہو گئے۔ ایک سال سے بھی کم مدت میں آپ نے نارویجین زبان میں بھی لکھنے اور بولنے کی صلاحیت میں مہارت کا درجہ حاصل کر لیا۔ اب پچھلے ۲۵ سال سے تبلیغ، تدریس اور تفہیم دین کے مقدس کام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ اپنی تمام کامیابیوں کی بنیاد حفظ قرآن کریم کو قرار دیتے ہیں۔

ایک اور ساتھی۔ منڈی بہاؤالدین کے محمد سرفراز اختر مڈل کے امتحان میں پورے ضلع جہلم میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے حفظ قرآن کریم کے لیے آئے۔ قریباً ایک سال کی مدت میں حفظ مکمل کر کے تعلیمی سلسلے کو جاری رکھا۔ آج وہ بھی اپنے علاقے منڈی بہاؤالدین کے ڈگری کالج میں حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے تحت اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

راقم (پ ۱۹۶۹ء) نے دس سال سے بھی کم عمری میں حفظ قرآن کریم کی دولت حاصل کی۔ تعلیمی سلسلہ الحمد للہ (پی ایچ ڈی) کے بعد بھی رکا نہیں۔ یورپ کے مختلف ممالک امریکہ، کینڈا، آسٹریلیا اور بہت سے عرب ممالک کے اَن گنت اداروں میں ہمارے حفظ کے ساتھی ہی امام، خطیب، استاد اور اسکالر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تین مرتبہ ترکی کے وزیر اعظم اور دو مرتبہ صدر منتخب ہونے والے رجب طیب اردگان (پ ۱۹۵۴ء) ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو انہیں اسکول داخل کروانے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ انھیں ایک دینی مدرسے میں حفظ قرآن کریم کے لئے بھیج دیا گیا۔ اردگان نے اپنی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ میری زندگی کی تمام کامیابیاں حفظ قرآن کریم کی برکت سے ہیں۔ آپ کی کامیابیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ سید الایام جمعۃ المبارک کے بابرکت دن ۲۴ جولائی ۲۰۲۰ء کو آیا صوفیہ میں ۸۶ برس بعد نماز جمعہ کا اہتمام بھی رب العزت نے اسی حافظ قرآن کی قسمت میں ہی لکھا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ

مالدیپ کے تیس برس (۱۹۷۸-۲۰۰۸ء) صدر رہنے والے مامون عبد القیوم

(پ ۱۹۳۷ء) دس برس کی عمر میں تعلیم کے لئے الازہر چلے گئے۔ آپ نے بھی الازہر کے نصاب کے مطابق حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ دس برس کی عمر میں آپ کا اپنے گھر اور شہر نہیں بلکہ وطن سے دور جانا، ایک نظام کے تحت حفظ قرآن کریم کی دولت حاصل کرنا، اشراق کے مقالہ نگار کی بہت سی غلط فہمیوں اور کج بحثیوں کا واضح جواب ہے۔

اشراق کے مقالہ نگار نے چھوٹی عمر کے طالب علموں کے حوالے سے اپنے جن خدشات کا اظہار کیا ہے وہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر شخص کے ساتھ نہیں ہوتے۔ انسانی طبائع سے متعلق کہا جاتا ہے کہ Every Person is Unique in this World یعنی اس دنیا میں جتنے انسان ہیں خالق نے اتنی ہی طبائع پیدا کی ہیں۔ جہاں جہاں شیطان کی ذریت اپنا اظہار کرتی ہے، فاضل مقالہ نگار نے ایسے معدودے چند واقعات کو بہت مبالغے کے ساتھ نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھے یا برے لوگ ہر جگہ اور ہر نظام میں موجود ہوتے ہیں۔ نہ بہت زیادہ اچھائی اور نیک نامی کی وجہ سے کسی نظام کو زندگی کے باقی نظاموں پر فوقیت دے دی جاتی ہے اور نہ ہی ایک دو بری مثالوں کی وجہ سے کسی نظام کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ البتہ بہتری اور اصلاح کی گنجائش ہر شخصیت، ادارے اور نظام میں موجود رہتی ہے اس کے لئے ہر ذی شعور کو اپنی اپنی اہلیت کے مطابق کردار ادا کرنا چاہیے۔

مغربی تعلیم اور سوچ کے زیر اثر اشراق کے مقالہ نگار اس بات کو ایک نوحے کے طور پر بیان کر رہے ہیں کہ بچوں کی سال میں والدین سے ایک دو ہی ملاقاتیں ہو پاتی ہیں۔

''مدارس میں یہ کئی کئی ماہ اپنے بچوں کی خبر نہیں لیتے۔ بعض بچوں کی تو اپنے والدین سے سال میں ایک یا دو بار ہی ملاقات ہو پاتی ہے''(۱۴)

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے علماء، ائمہ فن اور محققین اپنی تعلیم کے لئے کئی کئی سال گھر سے دور رہ کر جدوجہد کرتے رہے۔ خود اصحاب صفہ کی عمروں، قبائل اور علمی استعدادوں میں جو تنوع تھا اس سے اہل علم آگاہ ہیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے نوجوان اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے اطفال سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے پختہ عمر کے صحابہ ایک ہی جگہ تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزرتے۔ مقالہ نگار خود تسلیم کرتے ہیں کہ مدارس کے نظام میں

کسی بھی طرح کی بے ہودگی پر سخت سزا دی جاتی ہے۔لیکن ان کے بقول جس چیز کی کمی ہے وہ خاص طرح کی حساسیت ہے۔فرماتے ہیں:''ایسا نہیں کہ مدارس میں اس کام کی کھلی چھٹی ہے۔ پکڑے جانے پر سخت سزا اور سرزنش کی جاتی ہے،لیکن اس معاملے میں حد درجہ کم حساس ہونے کی بنا پر وہ ایسے اقدامات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو ایسے واقعات کی روک تھام ممکن بنا سکیں۔''(۱۵)

کالی بھیڑیں ہر شعبے، علاقے اور ادارے میں پائی جا سکتی ہیں۔لاہور میں اشرافیہ کی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے معروف ادارے لاہور گرامر اسکول 1/1A گلبرگ غالب مارکیٹ کے پوش علاقے میں واقع ہے۔سرخ ٹائلوں سے مزین اس کی شاندار عمارت اور اس میں پڑھنے والوں کی رنگا رنگ لمبی لمبی گاڑیاں اور پیجیروز دیکھ کر لگتا ہے کہ جیسے یہ چاند پر رہنے والی مخلوق ہے، ان کی ایک ایک ادا سے خوشحالی ٹپکتی ہے۔ایک مشاہد یہ سوچ سکتا ہے: چونکہ یہ لوگ معاشی مسائل سے نا آشنا ہوتے ہیں اس لیے ذہنی اور اخلاقی مسائل کبھی انھیں چھو کر بھی نہیں گزرے ہوں گے۔اشراق کے مقالہ نگار کے بقول غربت،احساسِ احسان مندی اور عدم حساسیت کی وجہ سے_ حفظ قرآن کریم کے طلباء، اساتذہ، بڑی عمر کے ہم جماعتوں اور دیگر جارحین کے سامنے صدائے احتجاج بلند نہیں کر پاتے اس لیے_ وہ ان کی ہوس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ماہ نامہ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۳۶

۲۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۲۶

۳۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۳۷

۴۔ ایضاً

۵۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۳۸

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۴۰

۱۰۔ شعب الایمان ۲/ ۱۰۳۸

۱۱۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۴۱

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ اشراق جون ۲۰۲۰ء،ص ۴۲

۱۴۔ اشراق، جون ۲۰۲۰ء،ص ۴۳

۱۵۔ اشراق جون ۲۰۲۰ء،ص ۴۴

(جاری ہے)

عرب اسرائیل معاہدہ
اُمت مسلمہ انگشت بدنداں ہے

ابو فیصل محمد منظور انور

کیا سناتا ہے مجھے ترک وعرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز وساز

1971ء کے اوائل تک جس سال میں متحدہ عرب امارات ایک آزاد ملک بنا تھا، عرب امارات کے پہلے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان نے اسرائیل کو 'دشمن' کہا تھا۔ متحدہ عرب امارات اور امریکہ کے درمیان 1990ء کی خلیجی جنگ کے بعد سے STRATEGIC (عسکری) تعلقات تھے، 11 ستمبر کے حملوں کے بعد الحفرا ایئر بیس پر امریکی فضائیہ کی نمایاں موجودگی میں اضافہ ہوا۔ نومبر 2015ء میں اسرائیل نے اعلان کیا تھا کہ وہ عرب امارات میں ایک سفارتی دفتر کھولے گا، جو ایک عشرے سے کوشاں اسرائیل کی خلیج فارس میں باضابطہ طور پر موجودگی ہوگی۔ معاہدے کو آگے بڑھانے کے لیے اسرائیل متحدہ عرب امارات کے ساتھ عرصے سے خفیہ طور پر رابطے میں تھا اور دونوں ممالک کے اسی خفیہ رابطے کے باعث کووِڈ 19 ایسے وبائی امراض کا مشترکہ طور پر مقابلہ کرنے پر اتفاق ہوگیا تھا۔ یورپی نیوز میڈیا کی اطلاع کے مطابق موساد نے خلیجی ریاستوں سے احتیاط کے ساتھ صحت کا سامان حاصل کیا ہے۔ اسرائیل کے وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو نے جون 2020ء کے آخر میں اطلاع دی تھی کہ دونوں ممالک کورونا وائرس سے لڑنے کے لیے باہمی تعاون میں ہیں اور اس کے لیے موساد کے سربراہ یوسی کوہن نے متحدہ عرب امارات کا متعدد بار سفر

کیا تھا تاہم یہ بتایا گیا کہ یہ ریاستی سطح پر محض نجی کمپنیوں کے مابین ایک انتظام تھا۔ ایران کے جوہری معاہدے کے بارے میں ٹرمپ انتظامیہ کی تشویش اور اسرائیلی شکوک وشبہات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ ایرانی جوہری پروگرام میں ایٹم بم کی صلاحیتوں کو تیار کرنے کا پروگرام بھی شامل ہے، جس کی تہران ہمیشہ تردید کرتا رہا ہے۔ ایران اور سعودی عرب شام سے یمن تک پراکسی جنگوں میں مختلف گروہوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ امارات سعودیہ کی زیرِ قیادت امریکہ کے اتحاد کی حمایت کر کے ایرانی فورسز کے خلاف عملی طور پر شریک رہا ہے اور وہ ایران کے جوہری پروگرام اور علاقائی اثر ورسوخ کے خلاف اس اتحاد کو وسیع تر غیر سرکاری تعاون فراہم کر رہا ہے۔

اسرائیل اور امارات دونوں ممالک کے غیر رسمی تعلقات میں کافی حد تک گرم جوشی دیکھنے میں آئی جو اس معاہدے پر منتج ہوئی۔ اسرائیل اور عربوں کے مابین اس معاہدے کو سرکاری طور پر 'ابراہیم ایکارڈ' بھی کہا جاتا ہے، جو دنیا کے تین بڑے ابراہیمی مذاہب: یہودیت، عیسائیت اور اسلام، ہیں۔ اس معاہدے میں بظاہر نیتن یاہو نے اپنی دیرینہ پالیسی کے خلاف مغربی کنارے کی بستیوں کی تعمیر معطل کر کے ایک بڑا یوٹرن لیا ہے جو مقبوضہ مغربی کنارے میں یہودی آبادکاروں کی بستیاں بڑھانے کے لیے طویل عرصے سے زور دیتا رہا تھا، اس کو لچک کا مظاہرہ کرنے کے لیے سیاسی دباؤ کا سامنا بھی کرنا پڑا کیونکہ حالیہ تین انتخابات میں اسے مخلوط حکومت میں صرف ایک کی اکثریت ملی تھی۔

اسرائیل، متحدہ عرب امارات اور بحرین کے درمیان معاہدے پر دستخط کی تقریب 16 ستمبر 20ء کو وائٹ ہاؤس واشنگٹن میں منعقد ہوئی۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اس تقریب کے مہمانِ خصوصی تھے، متحدہ عرب امارات کے وزیرِ خارجہ عبداللہ بن زید النہیان (اسرائیل کو دشمن قرار دینے والے زید بن النہیان کے بیٹے) اور بحرین کے وزیر خارجہ عبداللطیف الزیانی نے اپنے اپنے ممالک کی طرف سے معاہدے پر دستخط کیے۔ اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے درمیان 13 اگست کو تعلقات قائم کرنے کا معاہدہ ہوا تھا جس کا اعلان امریکی صدر ٹرمپ نے کیا تھا۔ 1979ء میں مصر اور 1994ء میں اردن نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کیے تھے۔ UAE تیسری اور بحرین چوتھی عرب ریاست ہے جس نے اسرائیل کے

ساتھ تعلقات قائم کر لیے ہیں۔ اقوامِ متحدہ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر یوسف ال اوطیبہ نے جون 2020ء میں ایک خط میں متنبہ کیا تھا کہ اس معاہدے سے اسرائیل اور عرب دنیا کے درمیان بہتر تعلقات کو خطرہ لاحق ہوگا۔ مگر جیرڈ کشنر نے اب ایک موقع دیکھا اور بات چیت میں آسانی پیدا کرنے کے لیے قدم بڑھایا۔ ٹرمپ، نیتن یاہو اور متحدہ عرب امارات نے باضابطہ اعلان سے قبل ایک مشترکہ کانفرنس منعقد کر کے تفصیلات بتائیں تھیں۔

القدس خبرنامہ کے مطابق۔ اسرائیلی وزیرِاعظم بنجمن نیتن یاہو نے کہا ہے کہ متحدہ عرب امارات کے ساتھ معاہدے پر ہم سب بہت خوش ہیں کیونکہ اس پیش رفت سے مشرقِ وسطیٰ میں ہمارے لیے سیاحت اور تجارت کے راستے کھل گئے ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ عرب ممالک کے تعلقات کا دائرہ بھی مزید وسیع ہوگا۔ امریکی صدر کے مشیر اور داماد جیرڈ کشنر اور امریکی قومی سلامتی کے مشیر رابرٹ اوبرائن کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران نیتن یاہو نے کہا کہ اسرائیل اور فلسطینیوں کے مابین امن کو آگے بڑھانے کے لیے ٹرمپ کا منصوبہ سب سے بہتر فارمولہ ہے۔ اسرائیل کے ساتھ جتنے عرب ممالک شامل ہوں گے اتنا زیادہ بہتر ہوگا۔ اور یہ کہ امریکا جیسے ہمارے دوست کے بغیر امن کا حصول ممکن نہیں تھا اور جیرڈ کشنر نے کہا تھا کہ دوسرے عرب ممالک ہمارے ساتھ صلح کریں گے مگر ان ممالک نے اس معاہدے پر اپنی رضامندی کی بجائے ناراضگی کا اظہار کیا اور کئی دوسرے ممالک ابھی مخالفت کر رہے ہیں مگر ہمیں معلوم ہے کہ حقیقت بدل گئی ہے۔ اس موقع پر اوبرائن نے کہا کہ متحدہ عرب امارات 1994ء سے اسرائیل کو تسلیم کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ اسرائیل اور امارات کے پیسوں سے مشرقِ وسطیٰ کا نقشہ بدل جائے گا۔ جو مسلمان القدس میں نماز ادا کرنا چاہتے ہیں وہ یہاں آ سکتے ہیں۔ اس دوران حماس اور اسرائیل کا سرحدی تشدد پر جنگ بندی پر اتفاق ہوگیا ہے۔ حماس اور اسرائیل نے تین ہفتوں کے سرحدی تشدد کے بعد غزہ کی پٹی میں جنگ بندی پر اتفاق کیا ہے۔ فریقین نے اکتوبر 2018ء میں مصر، قطر اور اقوامِ متحدہ کے ذریعہ ہونے والے ایک معاہدے کی شرائط پر عمل کرنے کا عہد کیا تھا۔ مبصرین کے مطابق اس معاہدے سے اب اسرائیل کی توجہ اس ملک میں کورونا وائرس کی وبا سے لڑنے پر مرکوز ہوگی جس میں اب تک 117,241 واقعات ریکارڈ کیے جا چکے ہیں۔ جنگ بندی کے

اعلان کے فوراً بعد جاری کردہ ایک بیان میں غزہ میں حماس کے سیاسی دفتر کے سربراہ یحیٰ سنور نے کہا ہے کہ یہ معاہدہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کو روکنے میں معاون ثابت ہوگا۔ حماس نے مزید کہا کہ غزہ میں کورونا کے اثرات کو ختم کرنے کے متعدد منصوبوں کا جلد اعلان کیا جائے گا۔ جنگ بندی معاہدے کے بعد اسرائیل نے واحد تجارتی سرحد دوبارہ کھول دی جس کے ذریعے سامان اور ایندھن کیرم شالوم کے انکلیو میں داخل ہوسکتے ہیں جہاں تین ہفتے قبل ایندھن کی فراہمی پر پابندیاں عائد کر دی گئیں جس کے نتیجے میں غزہ میں بجلی کی کٹوتی ہوگئی تھی۔ اسرائیلیوں نے سمندر میں 28 کلومیٹر کے فاصلے تک ماہی گیری کو دوبارہ کام کرنے کی اجازت دی۔ غزہ میں گروپس نے اسرائیلی برادریوں میں راکٹ اور غباروں کی لانچ بند کرنے اور رات کے احتجاج کو ختم کرنے پر اتفاق کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حماس کے عہدیدار بنیادی طور پر 2018ء کے معاہدے کی شرائط کی واپسی اور گریٹ ریٹرن مارچ کی سرگرمیوں کو معطل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس وقت ان سمجھوتوں میں غزہ میں بجلی کی فراہمی کے بحران کو حل کرنے، ایریز بارڈر کراسنگ پر صنعتی زون کے افتتاح، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور برآمدات پر پابندیوں میں نرمی کے سلسلے میں قطر کے ذریعہ مالی اعانت فراہم کرنے والے اہم منصوبے شامل تھے۔ اسرائیلی امور میں ماہر کالم نگار عدنان ابو عامر نے کہا کہ یہ معاہدہ فریقین کے لیے اہم تھا لیکن دونوں میں سے کسی کی بھی کامیابی نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حماس کو غزہ میں بگڑتے ہوئے انسانیت سوز اور معاشی حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اس معاہدے سے اسرائیل کو سرحدی حملوں کے خطرہ سے بچنے اور اپنے اہم منصوبوں کو آگے بڑھانے کا موقع ملے گا۔ ایک صحافی فتحی الصباح کا خیال ہے کہ اس معاہدے نے حماس اور غزہ کے لیے کچھ حاصل نہیں کیا ہے اور صرف ان منصوبوں پر عمل کرنے کے وعدے کیے گئے ہیں جن پر پہلے ہی اتفاق رائے ہو چکا ہے، لیکن اسرائیل نے 2018ء سے عمل درآمد سے انکار کر دیا تھا۔

بقول علامہ اقبال ؎ خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر

پھر سُلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

1897ء میں سوئٹزرلینڈ میں منعقدہ عالمی جیوز کانفرنس میں جس گریٹر اسرائیل کے

منصوبے کا باضابطہ اعلان کیا گیا تھا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے یہودی ذہن اپنی سازشیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ عرب امارات، اسرائیل معاہدہ اس کی اہم کڑی ہے۔ مسلم دنیا کی تاریخ میں معاہدہ بالفور، خلافت عثمانیہ کے خاتمے کا دن اور اسرائیلی یہودی ریاست کا قیام سیاہ ترین ابواب ہیں۔ جب امت مسلمہ یہودی سازشوں کا شکار ہوکر ٹکڑوں میں بٹ گئی اور ساتھ ہی مقاماتِ مقدسہ پر در پردہ ان ہی اسلام دشمن طاقتوں کا قبضہ وغلبہ ہوگیا۔ اب ایک صدی بعد جب معاہدہ بالفور ختم ہونے کے قریب ہے اور خوش قسمتی سے ترکی میں اسلام پسند حکومت قائم ہوچکی ہے جو یہود ونصاریٰ کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تو اسرائیل اپنی سازش کو پروان چڑھانے کے لیے امریکہ کے کندھے پر سوار ہوکر عربوں کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل چاہتا ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں پوری طرح تیاری کے ساتھ مسلمانوں کو ختم کرنے کے ایجنڈے پر گامزن ہیں۔ تقریباً 8.3 ملین آبادی کے چھوٹے سے یہودی ملک اسرائیل نے تقریباً 1.9 ارب مسلمانوں کو آگے لگا رکھا ہے جبکہ امت مسلمہ انگشت بدنداں ہے کہ آخر ہمارے حکمران کیا کرنے جارہے ہیں؟ اسرائیل کو تسلیم کرنا گویا عربوں کا اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف ہے اس طرح یہ بادشاہ اپنے اقتدار کو مزید جاری رکھنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ یہود ونصاریٰ کی باہمی سازشوں کے ذریعے مسلم ممالک پر انہی کے پالتو ایجنٹ حکمران مسلط ہوچکے ہیں، جو بزدل ہی نہیں بلکہ نام کے مسلمان ہیں ان حکمرانوں کی ملی بھگت سے فلسطین، عراق، لیبیا، مصر، لبنان، شام اور یمن ایسے ملکوں کو یہودیوں نے امریکہ کی مدد سے بہت چالاکی سے برباد کردیا کیونکہ ان ممالک کے حکمران اتحادِ امت مسلمہ کی بات کرتے تھے اس لیے ان کو ایک ایک کر کے اقتدار سے ہٹا دیا گیا۔ اب اکثر عرب حکمران، شیوخ اور شہزادے اپنی دولت مغربی ممالک میں جاکر عیاشیوں پر لٹانے کے عادی ہیں ان سے خیر کی کوئی توقع ہی نہیں۔ عرب امارات، سعودی شاہی خاندان تو عرصۂ دراز سے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ علانیہ اور خفیہ تعلقات رکھتے ہیں امارات کے عرب تو عرصے سے اسرائیل میں سیر وسپاٹے کے لیے جاتے ہیں اور باقائدہ اماراتی عربوں کو وہاں بہترین پروٹوکول ملتا ہے۔ اسرائیل نے امریکا کی مدد سے امارات اور بحرین سے اپنے مطالبات منظور کروا لیے جس پر صدر ٹرمپ اور دو عرب ممالک کے

وزراءِ خارجہ نے دستخط کر دیے ہیں۔ سعودیہ کے ساتھ بھی بات چیت اختتامی مراحل میں ہے صرف عوامی ردعمل کا انتظار ہے سعودیہ کے ہاں کرنے کی صورت میں دنیا کے دیگر مسلمان ممالک بھی کھل کر اس معاہدے کی حمایت کریں گے۔ عرب کے ان مطلق العنان بادشاہوں کو امریکہ اور یہودیوں کے مسلمانوں پر ظلم و بربریت سے کوئی سروکار نہیں ہے چاہے دنیائے اسلام کے سارے مسلمان غلام بنا لیے جائیں یا ہلاک کر دیے جائیں۔ (OIC اور عرب لیگ کا مایوس کن کردار ملاحظہ ہو)۔ اسرائیل نے ہمیشہ امریکہ کے ذریعے ان عرب حکمرانوں سے اپنے من مرضی کے مطالبات منوائے اور فلسطینی مسلمانوں کو دباؤ اور طفل تسلیوں سے راضی رکھا۔ یہ معاہدہ کر کے ان عربوں نے خود اپنی بربادی کے پروانے پر دستخط کیے ہیں۔ اس وقت مظلوم فلسطینیوں سمیت دنیائے اسلام کی نظریں صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان پر مرکوز ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے واحد اسلامی ایٹمی قوت ہے اور جس کی فوج کے کردار کی دنیا معترف ہے کہ جذبہ حریت و شہادت سے سرشار دنیائے کفر کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے ہمیشہ سے تیار نظر آتی ہے۔ ان عرب ممالک کے چند ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے اپنے اقتدار بچانے کے لیے مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی تحریک آزادی کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔ جس نے امت مسلمہ کے اتحاد و یگانگت کو پارہ پارہ کر دیا ہے عالمی سطح پر حالات بدل رہے ہیں اور اقوام عالم نے اب مظلوم قوموں کا ساتھ دینا شروع کر دیا ہے نئی صف بندیاں ہو رہی ہیں نئے اتحادی بن رہے ہیں وہ دن دور نہیں ہے جب فلسطینی مسلمان اور دنیا کی دیگر مظلوم اقوام آزادی سے ہمکنار ہو کر دنیائے انسانیت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکیں گی۔

؎ شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

رہے نہ رُوح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

لبرل معاشروں میں ''ریپ''
ایک شور مچانے کی چیز نہ کہ ختم کرنے کی

حامد کمال الدین

ارسال کردہ: (بریگیڈیئر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب

Twitter.com/i/topics/news/e-12630129151?cn=
ZmxleGlibGVfcmVjcw%3D%3D&refsrc=email

بنتِ حوا کی عصمت دری کرنے والوں کو ایک عبرت ناک سزا دلوانے کے حق میں ہمارے 'ٹویٹ شویٹ' کرنے والے سادہ لوح شاید صورتحال کی سنگینی یعنی معاشروں کی ایک لبرل تشکیلِ نو سے واقف نہیں، جو کہ دورِ حاضر کا ایک فعّال منصوبہ ہے۔ 'لبرلائزیشن' وقت کا سب سے مہنگا اور بھاری بھرکم پروگرام؛ جس کے مختلف segments یہاں کے مختلف طبقوں کو سونپ رکھے گئے ہیں۔ شاید ہی کوئی طبقہ ہو جو اس میں اپنے حصے کا کام نہ کر رہا ہو، یہاں تک کہ کچھ نیک طبقے بھی اس 'تشکیلِ نو' کے کچھ بے ضرر حصے سنبھالے ہوئے ہیں۔ 'ہدایتکار' کچھ ایسا سمجھدار واقع ہوا ہے کہ ہر کردار کے لیے اس کے مناسب ترین چہرے کا چناؤ کرتا ہے؛ اور فضول بھرتیاں تقریباً نہیں کرتا۔ اس لحاظ سے، یہاں بہت زیادہ 'فواد چودھری' اور 'شیریں مزاری' اگر آپ کو نظر نہیں آتے تو لبرل پروگرام کی بابت اس سے کسی غلط فہمی میں مت آئیے۔ ایسے منہ پھٹ کسی سماجی پروگرام کے نمائندے نہیں بلکہ اس کا ایک معمولی سا کردار ہو سکتے ہیں، جس کے لیے چند بہت ہیں بلکہ ہوسکتا ہے یہ اس پروگرام کا سب سے کم اہم و غیر متعلقہ کردار ہوں۔ ہاں اگر آپ کی نظر ایک 'مجموعی تصویر' پر ہے تو ایک slow and steady تبدیلی پر آپ کے اوسان خطا ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ بھائی! لبرل معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں 'جنس' کا بخار باقاعدہ عام کیا گیا ہو، 'ریپ' کے دواعی (STIMULATIONS) جہاں آسمان سے باتیں کر رہے ہوں؛ اور اس پر سزائیں عورت

کے بدن سے 'مٹی جھاڑنے' کے مترادف۔ (معذرت خواہ ہوں، فحش گوئی مقصود نہیں، کسی کی غیرت بیدار ہو جائے تو البتہ اچھا ہے)۔لبرل معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں 'می ٹو' ہیش ٹیگ برسا ہا برس اپنی دلچسپی اور 'ایکسائٹمنٹ' نہ کھو سکے اور جس کا ایک ایک ٹویٹ ہزار ہزار 'لائیک' اور 'شیئر' لے کر جائے! لبرل معاشرہ جہاں عورتیں اپنی 'عزت' لوٹی جانے کا واقعہ تقریباً ویسے ہی بتا سکیں جیسے سڑک پر 'پرس' چھینے جانے کا! 'عزت' بس اتنی ہی ہوتی ہے اس گھر میں، دوستو، تھوڑی جھاڑ کر بحال ہو جاتی ہے اور زندگی رواں دواں! آپ اس پر 'عبرتناک' سزا دلوانے چلے! غیرت کی بین، اس لبرل کے آگے!؟ دنیا کے جو معاشرے لبرلزم کے کئی کئی زینے چڑھ چکے، اوپر بیان ہونے والی بات پر وہ ایک زندہ و موجود دلیل ہیں۔ 'ریپ' سے متعلق آپ ان ملکوں کے اعداد و شمار دیکھئے، سر پکڑ کر رہ جائیں گے۔ شاید یہ مبالغہ نہ ہو، کوئی ملک جتنا لبرل، 'ریپ' کا گراف وہاں اتنا بلند۔ لہٰذا ایک شے لبرلزم کے ساتھ باقاعدہ جڑی ہوئی اور اس کی ایک غیر متبدل consistent پہچان چلی آتی ہے۔ ایک سماجی پیکیج کا طبعی و فطری جزو ہے۔ وہاں آپ اس کی پرورش کے مزید سے مزید اسباب دیکھنے کے منتظر رہیے نہ کہ اس کے سدباب کے۔ ہاں جہاں تک اس پر شور اٹھانے کی بات ہے تو معذرت کے ساتھ، 'ریپ' کے حوالے سے وہ ایک لبرل معاشرے کو بہت اچھا لگتا ہے، نہ معلوم کیوں! بلکہ یہ ہے ہی اس کے یہاں شور اٹھانے کی بات نہ کہ ختم کرنے کی! لبرل کلچر کا یہ ایک لازمی و دائمی حصہ ہے! 'می ٹو' اس میں ایک مقبول ترین ٹرینڈ کا نام ہے، دوبارہ معذرت کے ساتھ! اس پر 'عبرتناک سزا' کی توقع کرتے وقت دراصل آپ آدمی کے غیرت اور فطرت پر ہونے کی ایک خاص سطح فرض کر لیتے ہیں، جو کہ لبرلزم کے ساتھ خاصی شدید زیادتی ہے، جو غیرت کو ایک متھ یعنی خرافات کا درجہ دیتا ہے!

ہاں تو مسلمانو! اس ملک میں آپ کی بیٹیاں ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گی۔ مائیں ہیں۔ بہنیں ہیں۔ آپ کی عزتیں آبروئیں ہیں۔ ان کا مستقبل محفوظ بنانا ہے، تو ایک بدبودار تہذیب کے خلاف آپ کو آج محاذ آرا ہونا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت بالکل ہی ہاتھ سے نکل جائے۔ کم از کم ایک اتنا ہی شدید اور زوردار بیانیہ جو یہاں کی کچھ پارٹیاں 'کرپشن' کے خلاف لائیں اور جس پر ان کی بیس بیس تیس تیس سال کی محنت ہوئی، گویا ایک پوری نسل کھپی، تب جا کر ایک مزاحمت کی

صورت بنی؛ اورابھی بھی بہت کچھ ہونا باقی۔ سماجی روگ ایسی ہی ایک بلا ہیں۔ میں بارہا عرض کر چکا ہوں، ایک بہت بڑی آسامی پاکستان کی سیاسی وسماجی جدوجہد کی زندگی میں دینی جماعتوں کے لیے بالکل خالی ہے، چاہیں تو تھوڑی محنت سے پُر کرلیں۔ بجائے اس کے کہ ایسے بیانیوں میں اپنے لیے جگہ تلاش کریں جواوروں نے بڑی دیر ہوئی اپنے نام کروالیے، اوراب ان کی دھنوں پر آپ جتنا الاپتے ہیں اتنا کسی اور ہی کی آواز میں جان ڈالتے ہیں۔ اخلاق اوراقدار کا جودیوالیہ نکل چکا، اس کے محافظ کے طور پر سامنے آنا یہاں ایک بہت بڑا بریک تھرو ہوسکتا ہے؛ اور یہ آپ اسلامیوں ہی کا کام ہے۔ بس عرض یہ ہے کہ 'بیانیہ' وہ شے ہے جو بہت سے نکات پر مشتمل ہونے کی متحمّل نہیں ہوتی۔ 'بیانیے' کا مرکزی نکتہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کا بندوبست ہو جائے تو منبروں اور محرابوں کی مزاحمت آج بھی آپ کے شامل سفر ہوسکتی ہے اور کیا بعید بہت سے برج اُلٹ دے۔ جہاں تک سنگینی کی بات ہے، تو میں بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں لبرلزم کے خلاف ایک ایسے ہی زوردار بیانیے کی ضرورت ہے جیسا چند عشرہ پیشتر آپ قادیانیت کے خلاف لے کر آئے تھے بلکہ کیا بعید، یہ قادیانیت وغیرہ ہی کی ایک کیموفلاج صورت ہو۔ میں اس بات سے بھی متفق نہیں کہ کچھ مسلمان طبقوں میں پائی جانے والی فرقہ واریت یہاں کوئی تحریک اٹھانے میں آج مانع ہے، پچھلے عشروں میں جو کچھ کامیاب تحریکیں آپ اسلامیوں نے یہاں پر اُٹھائیں، وہ کوئی 'قرونِ اولیٰ' کا واقعہ نہیں اِسی 'دورِ فرقہ واریت' کا ایک واقعہ ہے۔ مجھے اس میں ذرہ شک نہیں، کہ 'بیانیے' کا مسئلہ اگر آپ حل کرلیں، یعنی وہ بہت سے نکات پر مشتمل نہ ہو، بس ایک ہی نکتہ جو عام آدمی کو دو اور دو چار کی طرح سمجھ آنے والا اور اس کی غیرت اور حمیت کو للکارنے والا ہو، نیز اس بیانیے کو آپ ایک 'نعرۂ مستانہ' بنانے کا بھی بندوبست کرلائیں، تو کوئی رکاوٹ ایک شاندار تحریک اٹھا دینے کی راہ میں یہاں پر حائل نہیں۔ بے شمار عوامل اس کی پشت پر آنے کے لیے پہلے سے موجود ہیں اور کیا بعید 'کرپشن' والے نعرے سے زیادہ ہوں۔ باقی یہ سوشل میڈیا ہیش ٹیگز کسی برسرزمین تحریک کے لیے تو بے شک مفید ہیں، لیکن برسرزمین اگر کوئی تحریک ہی ہمارے پاس نہیں جو اس لبرل سویرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو، اور منبر ومحراب کی مزاحمت کو اپنی پشت پر لانے کا انتظام رکھتی ہو، تو کسی 'تحریک' کی غیر موجودگی میں یہ 'سوشل' خامہ فرسائی ایک خانہ پُری ہے۔ بس یہ کہہ لیں کہ نہ ہونے سے بہتر ہے۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے اور ادائے فرض کی توفیق دے۔

نظامِ باطل میں
عزّت پانے والوں کے کام اور ان کا انجام

محمد رشید عمر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلّ: اَلْعِزُّ اِزَارِیْ، وَالْكِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ، فَمَنْ یُنَازِعُنِیْ فِیْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عزت میرا تہبند اور کبریائی میری چادر ہے، جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو عذاب دوں گا۔

ریاض الصالحین میں ان الفاظ میں بیان کردہ حدیث مبارکہ جوامع الکلم کی بہترین مثال ہے۔ قرآن پاک میں وضاحت سے بیان کردہ دو مضامین 'اَلْعِزَّةُ لِلّٰه' اور 'اَلْكِبْرِیَاءُ لِلّٰه' کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے چند الفاظ میں بیان کروا دیا۔

سورۂ فاطر میں فرمایا:

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ (10:35)

''جو کوئی عزت چاہتا ہے (اسے جان لینا چاہیے کہ) ساری عزت اللہ کے

لیے ہے۔اس کی طرف چڑھتا ہے ستھرا کلام اور نیک کام اس کو اُٹھالیتا ہے۔ اور جو لوگ بری چالیں چلتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ان کی چال برباد ہونے والی ہے۔

سورۂ منافقون میں فرمایا:

يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ O (08:64)

’’کہتے ہیں اگر ہم مدینہ میں واپس پلٹے تو عزت والے کمزوروں کو باہر نکال دیں گے (یہ لوگ جان لیں) کہ عزت تو اللہ اور رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے، لیکن منافق نہیں جانتے‘‘۔

سورۂ نساء میں فرمایا:

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا O الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا (138-139:04)

’’منافقوں کو واضح کر دیجیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا ان کی دوستی سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ سو (یہ جان لیں) عزت تو سب کی سب اللہ کے لیے ہے‘‘۔

ان آیات میں تین قسم کے باطل مدعیانِ عزت کی قلعی کھولی گئی ہے

1۔ وہ لوگ جو اپنی چالبازیوں اور سازشی حرکتوں سے کوئی مقام حاصل کر لیتے ہیں اور لوگ ان کے شر سے ڈر کر ان کی عزت کرتے ہیں۔فرمایا کہ ایسے لوگ شدید عذاب سے دوچار ہوں گے اور واضح فرمایا کہ (رجوع) اِنابت الی اللہ اور اعمالِ صالحہ ہی عزت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

2۔ وہ لوگ جو باطل نظامِ سیاست میں لیڈر بن کر عزت کے خواہش مند ہوں اور حق پرستوں کو ذلیل و رسوا کر کے انہیں اپنے رستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔انھیں خبردار کیا گیا کہ عزت صرف اور صرف اللہ اور رسول کی غلامی ہی سے مل سکتی ہے۔ایسے لوگ علم و حکمت سے عاری ہیں۔

3۔ منافقانہ ذہنیت والے لوگ جو اپنی عزت و وقار کے لیے کفریہ طاقتوں سے گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔ انھیں دردناک عذاب کی بشارت دی گئی ہے۔ سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیات میں غالبًا انہی مذکورہ بالا صفات کے حامل لوگوں کا ذکر ہے؛

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ O وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ O وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ O (02:204-206)

''لوگوں میں کوئی ایسا ہے کہ دنیا کے معاملات میں اس کی بات تمھیں خوبصورت لگتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا ہے جبکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو زمین میں فساد انگیزیاں کرتا ہے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کرتا ہے اور جب اسے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈرو تو عزت کا گھمنڈ اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ سو کافی ہے اس کے لیے جہنم اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

اَلْعِزُّ اِزَارِیْ کے کھینچنے والوں کا ذکر کر کے ان تمام قوتوں کا احاطہ کر لیا جو اللہ کے باغیوں کی دوستی اپنے لیے باعث عزت سمجھتے ہیں یا وہ جو جبر اور زیادتی اور سیاسی ہتھکنڈوں سے لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کی تعظیم کریں۔ عزت کا راز اللہ اور اس کی غلامی میں پوشیدہ ہے۔

سرمائے اور وسائل کی فراوانی کی بنیاد پر اپنے مثالی معاشروں کو عزت وافتخار کا ذریعہ سمجھنے والے اس حال میں کہ وہ اللہ کے باغی ہوں ایسے ہی ہیں جیسے وہ اللہ کی توہین کر رہے ہیں۔

یہ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہے جبکہ دوسری طرف یہی لوگ ہیں جو اللہ کی کبریائی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ انسانیت کا احترام ان کے لیے کوئی معانی نہیں رکھتا۔

حق کا انکار کرنے والوں اور دوسروں کو حقیر جاننے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل ورسوا کر دیتا ہے اور قیامت کے دن جہنم میں ڈالے جانے سے پہلے لوگوں کے پاؤں کے نیچے کچلے جانے کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ فرد ہو یا قوم دوسروں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا اور حق کے سامنے سر جھکانا اللہ کی کبریائی کو تسلیم کرنے کا دوسرا نام ہے۔

زمین و آسمان پر اللہ کی کبریائی کا تسلط ہے۔ زمین والوں کے لیے یہ کبریائی دین اسلام کی شکل میں ہے۔ دین اسلام ایک چادر کی مانند ہے جس کے چار حصے ہیں: ایک حصہ ایمانیات وعبادات، دوسرا حصہ معاشرت، تیسرا حصہ معاشیات اور چوتھا حصہ سیاست پر مشتمل ہے۔اس چادر کا تانا بانا توحید و رسالت کا ہے اور اس پر عدل وقسط کا رنگ نمایاں ہے۔قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود نے اپنے اپنے دور میں اس چادر کو ایمانیات کے کونے سے،قومِ لوط نے معاشرت کے کونے سے،قومِ شعیب نے معیشت کے کونے سے اور فرعون اور آلِ فرعون نے سیاست کے کونے سے کھینچا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسے عذاب سے پکڑا کہ یہ لوگ نشانِ عبرت بن کے رہ گئے۔قرآن پاک ان قوموں کی دین اسلام (یعنی اللہ کی چادر) کے ساتھ کھینچا تانی کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ان کے بعد مکہ میں مشرکین اور یہود ونصاریٰ نے اپنے اپنے رنگ میں ایمانیات کے کونے کو کھینچا تو محمد رسول اللہ والذین معہ کے ذریعے ان کو قرار واقعی سزا دے کر انسانیت پر اللہ کی کبریائی کی چادر کو تان دیا گیا۔آج پھر ہنود و یہود و نصاریٰ اس چادر کو چاروں کونوں سے کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قرآن مجید کے مضامین اور احادیث نبویہ میں اس بات کی پیشین گوئی موجود ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر کا سایہ دنیا پر کر دیا گیا تھا بالکل اسی طرح اس آخری دور میں اللہ کی کبریائی کی چادر کو کھینچنے والے معززین باطل، جن کے پیدا کردہ صحرائے باطل کی تپش میں اس وقت انسانیت تڑپ رہی ہے، کو شکست دے کر دوبارہ اس چادر کے سائبان کی ٹھنڈی چھاؤں کا سایہ انسانیت کو عطا کیا جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اللہ کے دشمنوں پر اللہ کا عذاب بن کر گرتے ہیں اور بحفاظت اس چادر کو انسانیت پر تاننے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرما دے۔

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

”دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے“ (القرآن 185:03)

بچوں کو قریب کیجیے

محمد عارف

(بشکریہ ماہنامہ خزینہ روحانیات، ستمبر 2020)

بچوں سے متعلق عربی کے چند کلمات ایک جگہ پڑھے تو ان کی جامعیت نے حیران کر دیا۔ چار کلمات پر مشتمل یہ نہایت قیمتی نصیحتیں گویا والدین کے بچوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی کلید ہیں۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں: اِقْتَرِبُوا مِنْ اَبْنَائِكُمْ وَشَاوِرُوْهُمْ وَحَاوِرُوْهُمْ وَاكْسبُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ تُخْسِرُوْهُمْ۔ ترجمہ: اپنے بچوں کے قریب رہا کرو......ان سے مشورے کیا کرو......تبادلہ خیال کیا کرو......ان کے دل جیت لو، قبل اس کے کہ تم انہیں ہمیشہ کے لئے کھو دو۔

والدین کی سب سے اوّل اور بڑی ذمے داری، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بے شعوری و بے خیالی کا دور ہوتا ہے اس وقت بچے بڑوں کے رحم و کرم کے محتاج ہوتے ہیں۔ بچے اُنہی کو اپنا محسن سمجھتے ہیں جو انہیں اپنے قریب رکھتے ہیں ان سے پیار کرتے ہیں۔ بہترین تربیت جو قربت و اُنسیت سے ممکن ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ سے ہرگز ویسی ممکن ہی نہیں۔ سیرت النبی ﷺ میں بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کے حسن سلوک کا جائزہ لیں تو آپ بہترین مربی اور بچوں پر رحم کرنے والے نظر آئیں گے۔ آپ ﷺ نے بچوں کے ساتھ نرمی، محبت، عاطف، ملاطفت کا درس نہ صرف اپنی تعلیمات ہی کے ذریعہ دیا بلکہ اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش فرمایا۔ آپ ﷺ نے بچوں کے بچپنے کا ہر لحاظ سے خیال رکھا اپنی تمام تر رفعت شان کے باوجود ان کے ساتھ کھیلے بھی اور کبھی ان پر سختی نہیں فرمائی۔ اپنے پیارے نواسوں سے آپ کی محبت و شفقت کے کئی واقعات ہم سنتے، پڑھتے رہتے ہیں کہ کیسے وہ عین نماز کی حالت میں بھی لاڈ سے آپ ﷺ پر سوار ہو جاتے تھے اور آپ ناراض تو کیا ہوتے، ان کے لئے سجدے کو طویل فرما لیتے۔ ایک بار آپ ﷺ حضرت حسن کو چوم رہے تھے ایک دیہاتی نے

اعتراض کرتے ہوئے گویا حیرت کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ ایک بار ایک اور ایسے ہی موقع پر جب ایک صحابی نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ مسلمان تو مسلمان حضور ﷺ نے تو کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین فرمائی۔ ایک یہودی کا لڑکا آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا وہ ایک دفعہ بیمار ہوگیا آپ نے از خود تشریف لے جا کر اس کی عیادت فرمائی۔ اس بچے کے سرہانے بیٹھے پھر اس بچے سے فرمایا: اسلام قبول کرو۔ اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی والد نے بھی کہا ابوالقاسم ﷺ کی اطاعت کرو۔ لہٰذا وہ بچہ مسلمان ہوگیا۔ آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکلے: تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ آج اس اُسوہ حسنہ کی روشنی میں ہم اپنے سلوک کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ کفار اور غیر کے بچے تو الگ، ہم اپنے بچوں اپنے خون کے ساتھ کیسا بیگانے کا سا سلوک کرتے ہیں۔ باپ کی درشت مزاجی کی وجہ سے بچہ پڑوسی انکل کے زیادہ قریب، باپ سے دور ہوتا ہے۔ بات بات پہ مارنا، چلانا، برا بھلا کہنا، بچوں کو نہ صرف ڈھیٹ بنا دیتا ہے بلکہ ان کو ماں باپ سے دور بھی کر دیتا ہے۔ پھر ہوتا یہ ہے کہ بچے اس جذباتی خلا کو باہر والوں سے پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باہر پھرتے سفاک درندے ایسے ہی معصوموں کا شکار کرنے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں سو وہ انہیں جھوٹی محبت کے جال میں پھانس کر ان کا جذباتی وجنسی استحصال تک کر بیٹھتے ہیں۔ گھر میں خود بچے سے متعلق امور میں بھی اس سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا، نہ اس سے رائے لی جاتی ہے اور نہ اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے ہر وقت ہر بات میں بس اپنی مرضی چلائی بلکہ باقاعدہ ٹھونسی جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ والدین اور بچوں کے درمیان ایک ایسی اجنبیت کی دیوار کھڑی ہونے لگتی ہے کہ پھر بچہ کسی جذباتی کشمکش کا شکار ہوجائے اس کے ساتھ کچھ غلط ہونے لگے تو وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بات والدین سے شیئر نہیں کر پاتا اور یوں یہ صورت حال کبھی خدانخواستہ ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔

یاد رکھیے! انگلی پکڑ کر چلانے والے ہاتھ جب ہاتھ چھوڑ دیں تو پھر جانے کون کون انگلیاں پکڑتا ہے اور کس کس سمت لے جاتا ہے۔ اپنے احساسات کو جھنجھوڑیے، اپنی غفلت کو دور کیجیے، مستقبل کے ان ہونہار نونہالوں کو اپنے سے قریب کیجیے، ان سے مشورے کیجیے انہیں اہمیت کا احساس دلائیے، گاہے ان کے ساتھ تبادلہ خیال کیا کیجیے اور ان کے دل جیت لیجیے قبل اس کے کہ آپ انہیں ہمیشہ کیلئے کھو دیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اچھے والدین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

فتنۂ دجّال کے منحوس دور کی ایمان سوز کالی گھٹائیں

3 الدّجال ــ المسیح الدجّال

انجینئر مختار فاروقی

- حدیث پاک میں 30 دجالوں کا ذکر ہے جو سب اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں اور سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے اس دعویٰ میں بھی وہ جھوٹے ہوں گے۔ وہ سب یہود کے قریب ہوں گے (زیر اثر اور SPONSORED اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کام کررہے ہوں گے)۔ جب تعداد 30 ہے تو یقیناً اُن میں درجات کا فرق رہے گا اور کوئی چھوٹا ہوگا اور علاقائی طور پر کام کرے گا اور کوئی عالمی سطح پر کام کرے گا۔

- الدجّال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا پیروکار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج سے دو ہزار سال پہلے تھے۔ یہ سن عیسوی ان کی پیدائش کے سن سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام، جو حضرت زکریا علیہ السلام کی بھانجی تھیں اور ان کے پاس ہی زیرِ تعلیم و زیرِ کفالت رہیں، وہ بیت المقدس میں رہتی تھیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ بیت المقدس کے نواح میں ہی ایک مکان میں رہنے لگیں، ان کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ جب وہ زیرِ تعلیم تھیں تب بھی اُن سے بعض کرامات ظاہر ہوئیں جن کو حضرت زکریا علیہ السلام نے پہچانا اور جب وہ تعلیم مکمل کرکے فارغ ہوئیں تو اُن کو ایک بیٹے کی بشارت ملی (سورۂ مریم: دوسرا رکوع)۔ قرآن مجید کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں معجزانہ طور پر بغیر نکاح کے ایک بیٹے

کی ولادت ہوئی۔ ابھی وہ چند ماہ ہی کا بچہ تھا کہ ان کی والدہ اُن کو لے کر اپنے آبائی گاؤں گئیں (غالباً ان کے والدین وفات پا چکے تھے) وہ والدین کے جاننے والوں اور اعزہ واقرباء سے ملیں تو لوگوں نے باتیں بنائیں۔ حضرت مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ وہ خود جواب دے گا۔ سورۂ مریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں ہی اپنی اور والدہ کی براءت کا اعلان کر دیا اور اپنی معجزانہ ولادت کا من جانب اللہ (معجزہ) ہونے کی تصدیق کر دی۔

◐ بنی اسرائیل (یہود) حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اسرائیل انھیں کا لقب تھا اور بنی اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے سوا کوئی اور نہیں۔ قرآن مجید کے مطابق وقت کے ساتھ بنی اسرائیل کے بگاڑ میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ فراعنہ مصر کی غلامی کے دوران ان کا بگاڑ MATURE ہو چکا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے آزادی تو دلا دی مگر اس گروہ کا ایک طبقہ منفی یعنی خدا بیزار و وحی بیزار ابلیسی سوچ کا حامل رہا۔ قرآن مجید کے مطابق ان میں بہت تھوڑے (قلیل تعداد) ہدایت پر ہیں اور اکثریت دین دشمن ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ بخت نصر کی غلامی میں رہے وہاں بنی اسرائیل کے اس گمراہ طبقے کے منفی اور ابلیسی خیالات نے مزید تقویت پکڑی۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان کر، تورات کو مان کر ـــــ یہودی کہلانے پر مصر تھے اور بعد میں آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف تھے حتیٰ کہ 600 ق م سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک وہ (بقول قرآن مجید) قتل انبیاء کے جرم کے عادی ہو گئے تھے بلکہ اس میں بہت آگے جا چکے تھے۔ پیغمبروں کو مان کر عمل میں آسمانی ہدایت کے خلاف تھے ابلیسی اور شیطانی خیالات و فلسفہ ہائے زندگی کے بانی و موجد و پھیلانے والے تھے۔ ایک فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ بنی اسرائیل نے مختصر سے عرصے میں تینتالیس نبی قتل کر دیے۔ قَتَلَتْ بَنُو اِسْرَائِیلَ ثَلَاثَۃً وَ اَرْبَعِینَ نَبِیًّا فِی سَاعَۃٍ وَاحِدَۃٍ، (مسند بزار، عن ابی عبیدہ) حقیقتاً 600 صدیوں میں انھوں نے مسلسل قتل انبیاء کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یہ طبقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو کب برداشت کرنے والا تھا۔ اسی وقت سے اُن کے خلاف تھے۔

قرائن بتاتے ہیں کہ یہود عالمی تجارت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور سے ہی

نمایاں تھے۔ پھر دوسری اقوام کے برعکس ان کے پاس سرمایہ بھی تھا اور آسمانی ہدایت بھی (تورات کے حامل تھے)۔ دوسرے تاجر طبقات پر انہیں اخلاقی برتری حاصل تھی۔ اس طرح ان کے پاس عالمی تجاتی روابط بھی تھے اور تمام عالمی منڈیوں اور حکومتی ایوانوں (دارالحکومتوں) میں رسائی بھی۔ اور ان کی آبادیاں (SETTLEMENTS) بھی تھیں۔ یہودی ایک چالاک قوم ہے اور یہ ہیرے جواہرات اور دیگر قیمتی اجناس کا کام کرتے تھے جبکہ دوسری اقوام معمولی عام استعمال کی چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ بنی اسرائیلی عالمی تجارت میں مٹھی میں کوئی شئے لے جاتے تھے اور بوریاں بھر کر ان کی قیمت وصول کرتے تھے۔ (قیمتی پتھر کی اہمیت، قسمت سے ان کا تعلق اور شاہی کروفر کا حصہ بنانا بنی اسرائیل ہی کی فکر کا نتیجہ ہے)

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت تک یہ عالمی تجارت اور عالمی دارالحکومتوں میں موجودگی کے باعث بہت مستحکم تھے اور بادشاہوں اور حکومتی ایوانوں سے متعلق بہت سے اشیاء کی فراہمی کی سپلائی (اور تیاری بھی) ان کے پاس تھی۔ اعلیٰ پارچہ بافی، اعلیٰ قالین سازی، ریشمی ملبوسات، ریشم کی صنعت وغیرہ پر ان ہی اجارہ داری تھی۔ اس عالمی برادری میں اچھے کم اور بُرے (فاسق) زیادہ تھے۔ حقائق بتاتے ہیں کہ جو اچھے یہودی تھے وہ زیادہ تر خراسان (آج کا افغانستان، کشمیر، پاکستان کے شمالی علاقہ جات افغانستان کے اوپر کے علاقے وغیرہ) میں آباد تھے باقی علاقوں میں بہت اقل قلیل۔

عیسائی مذہبی کتابیں خاموش ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن اور جوانی کے 28 یا 29 سال کہاں گزارے۔ بنی اسرائیل قتل انبیاء کے عادی مجرم تھے (القرآن) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں بولنے کے معجزے کے بعد اُن کی زندگی اور ان کی والدہ کی زندگی کو شدید خطرات لاحق تھے۔ مخلص بنی اسرائیلی طبقہ نے انھیں چھپا کر افغانستان یا اس کے گردوپیش میں کہیں پرورش کی ہے تا آنکہ وہ 30 سال کی عمر کے قریب فلسطین میں ظاہر ہوتے ہیں اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انجیل کتاب کے ملنے کا دعویٰ کرتے ہیں، رسالت کا دعویٰ کرتے ہیں (القرآن)۔ بنی اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں اس وقت رومیوں کے ماتحت اور غلام تھے جیسے ہم 1947ء سے پہلے جنوبی ایشیا میں برطانوی استعمار کے غلام تھے۔ داخلی (LIMITED) مذہبی آزادی حاصل تھی۔

قرآن کے بیان کے مطابق نبی اور رسول میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ نبی تو قتل بھی ہو گئے (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مشرقِ وسطیٰ میں کوئی رسول نہیں آیا) مگر رسول قتل تو درکنار دشمن کے کبھی ہاتھ بھی نہیں آئے۔ (سورۃ المجادلہ 21:58) یہ بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے طبقے کی بدنصیبی کہ وہ نبی اور رسول کے فرق کو نہیں سمجھ سکے یا ان کے مذہبی لٹریچر میں اتنا واضح نہیں تھا۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی، مقدمہ چلا کر، گھٹیا الزامات لگا کر سزائے موت کی EXECUTION کے لیے رومی گورنر کو سفارش کر دی۔ (انجیل برنباس)

انجیل برنباس کا بیان قرآن مجید میں دی گئی تفصیلات (حقائق) کے قریب ہے جس شخص نے مخبری کی تھی اس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہو گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان (بلندی) پر زندہ اُٹھا لیے گئے وہ قربِ قیامت میں واپس تشریف لائیں گے۔

- اب آگے کی تفصیلات میں، مسلمانوں یہود اور عیسائیوں میں فرق ہے۔

عیسائیوں (کیتھولک گروہ جو غالباً عیسائیوں کا سب سے بڑا گروہ ہے) کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی ہو گئی تھی (معاذ اللہ)، پھر وہ زندہ ہو گئے تھے اور آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے وہ دوبارہ قربِ قیامت میں فلسطین میں آئیں گے۔ باقی فرقوں میں بھی اس سے ملتی جلتی تفصیلات ہیں ماسوائے اقل قلیل ایک عیسائی گروہ کے جو برنباس کی تفصیلات کے مطابق ایمان رکھتا ہے (یا یوں کہہ لیں کہ قرآن مجید کے بیانیہ کے قریب ہے)۔

یہود (بنی اسرائیل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ صدیاں پہلے سے اتنے بگڑ گئے تھے کہ اپنے اندر آنے والے پیغمبروں کو ہی قتل کر دیتے تھے گویا ان کے بگاڑ کی آخری حد تھی کہ اے اللہ! ہم صرف موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں تورات کو مانتے ہیں بس اب ہمیں مزید ہدایت کی ضرورت نہیں ہم صرف نام کے یہودی اور آسمانی ہدایت کے ماننے والے بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ اسی قتل انبیاء کے جرم کی وجہ سے انہوں نے خود ہی یونانیوں اور رومیوں میں مختلف فلسفہ ہائے زندگی کو پروان چڑھایا ان کو SPONSER کیا ان کی سرپرستی کی اور دنیا میں ابلیسی طرز زندگی یا EROTIC LIFE STYLE کو فروغ دیا خود ہی اس کے ذریعے دنیا بنائی۔ صرف نام کے یہودی بنے رہے۔ ایران، یونان، ہند، کشمیر، چین میں مذہب دشمن اور خدا بیزار فلسفوں کو جنم دیا اور اس ذہن

کے فلسفیوں کی سرپرستی کی، ان کو فروغ دیا۔ قتل انبیاء کے جرم کا عادی ہونے کی وجہ سے وہ آسمانی ہدایت سے بھاگتے تھے۔ اس عادت کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر ان کو بھی راستے سے ہٹانے یا قتل کرنے کے جرم میں ملوث ہوئے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل (یہود کی برادری) میں سے ہی تھے اوران ہی کی طرف رسول تھے۔ وہ اپنی اس شرارت کو پہلے واقعات کی طرح کامیاب نہ بنا سکے۔ (غالباً وہ قرآن میں بیان کردہ نبی اور رسول کے فرق کو نہیں سمجھ سکے یا تو سابقہ کتب میں یہ تصور اتنا واضح بیان نہیں ہوا تھا یا وہ اس کو گمراہی کی مستی اور خمار میں نظر انداز کر گئے)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسولِ خدا تھے، اس لیے ان پر یہود کا (اور کسی کا بھی) داؤ نہیں چلا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھا لیا اور قرآن مجید میں وارد 'سنت اللہ' کا مشاہدہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے کیا۔ فرمان الٰہی ہے کہ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِی (21:58)

''اللہ نے طے فرمایا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب ہوں گے''۔

یعنی مخالفین رسولِ وقت پر گرفت (MAN HANDLING) نہیں کر سکیں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنگ کرنے اور آپ کے صحابہ کو تکالیف دینے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا۔ ٹائٹس رومی کے نام سے ایک یورپی فاتح نے فلسطین پر 0070ء میں حملہ کیا اور ہیکل سلیمانی گرادیا اور بے تحاشہ بنی اسرائیلوں کو قتل کر دیا اور باقی یہودیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

اس واقعے کو یہود (بنی اسرائیل) DIASPORRA کہتے ہیں جس کا مطلب 'دورِ انتشار' ہے کہ مزعومہ وطن (فلسطین) سے نکال دیے گئے تھے۔ درحقیقت سنت اللہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت اور یادگاریں کوئی دنیاوی وراثت کی طرح نہیں ہے کہ آسمانی ہدایت کو مانو یا نہ مانو، تمہارے پاس رہے گی بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے سے مشروط تھی۔ جب تم عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے تو اب یروشلم ہیکل سلیمانی فلسطین تمہارا نہیں ہے۔ لہٰذا وہاں سے نکلوادے گئے پہلے یہ وراثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو ملی رومیوں کے من حیث القوم عیسائی ہونے پر اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر 16ھ کو مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی اور یہ مسلمانوں کا ہی حق ہے۔ قرآن میں ہے کہ

وَ حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ O حَتّٰیٓ اِذَا فُتِحَتْ
یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ O (96-65:21)
''اور جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا مجال ہے کہ (رجوع کریں) رجوع نہیں کریں گے یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اُتر رہے ہوں''۔

پیغمبروں (بالخصوص اللہ کے رسولوں) کے انکار پر قومیں تباہ کر دی گئیں۔قرآن پاک میں چھ قوموں کا تو تفصیلاً ذکر ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سولی کے اقدام کی تصدیق پر اس قوم پر اللہ کا عذاب آنا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی آمد پر ان کو ایک موقع اور دے دیا:

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا (08:17)
''اُمید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے۔اور اگر تم پھر وہی (حرکتیں) کرو گے تو ہم بھی وہی (پہلا سلوک) کریں گے''۔

مگر مدینہ منورہ میں آباد یہود کے تین قبائل نے آپ ﷺ کو بیٹوں کی طرح پہچاننے کے باوجود (القرآن) ایمان سے انکار کر دیا بلکہ آپ ﷺ کے خلاف سازشوں میں لگے رہے۔ بدر میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف مکے والوں کو اُبھارا اور قبیلہ بنی قینقاع کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا گیا۔ جنگ اُحد میں دوسرے قبیلے نے طے شدہ PROTOCOLS کے مطابق مشرکین مکہ کو مدینہ پر حملے کی دعوت دی مگر ناکام رہے،اور مکہ والے نامراد واپس لوٹ گئے۔ بنی نضیر کو اس جرم کی پاداش میں منقولہ جائیداد کے ساتھ مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا (سورۃ حشر 59، پہلا رکوع) بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ ڈھٹائی کے ساتھ تیسرے قبیلے نے جنگ خندق کے موقع پر مشرکین مکہ کو LOGISTIC SUPPORT کا وعدہ کر کے بلایا مگر اس بار دس ہزار کے لشکر کے باوجود وہ اسلام کے قلعے میں DENT نہ ڈال سکے بلکہ مشرکین مکہ کے لشکر کے ناکام و نامراد واپسی کے بعد بنی قریظہ نے ہتھیار ڈال دیے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (رئیس خزرج کو ثالث بنا دیا انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ کیا۔اس کے بعد بنو قریظہ کو ذلت کے ساتھ جلاوطن کر دیا گیا،اس پر مزید ان کے کچھ قیدی بھی بنے اور قابل جنگ مردوں کو قتل بھی ہونا پڑا۔ (مگر افسوس، اس قوم

بنی اسرائیل نے پیغمبرِ اسلام ﷺ کے سامنے نہ سرنڈر کیا نہ اسلام لائے۔ خیبر میں جلاوطنی کے بعد پھر سازشوں میں مشغول رہے حتیٰ کہ محرم 7ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے حملہ کر کے خیبر میں ان کو شکست دے کر مزید شمالی علاقہ کی طرف دھکیل دیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں ان کو جزیرہ العرب سے ہی نکال دیا گیا۔

سورۃ الانبیاء کی آیت کے مطابق رسولوں کی مخالفت میں صرف بنی اسرائیل کو فوراً تباہ کرنا ہی ملتوی نہیں کیا گیا بلکہ وہ قربِ قیامت میں دوبارہ (خصوصی طور پر) فلسطین میں آباد ہوں گے۔ یہ واقعہ 1917ء میں برطانیہ کے ذریعے بالفور ڈیکلریشن پر ہوا اور یہود کو فلسطین میں آبادکاری کی اجازت ملی اور عالمی صہیونی استعمار اور یاجوج ماجوج یا یہود کے 13th TRIBE کی سرپرستی میں مئی 1948ء میں اسرائیل قائم ہو گیا تھا۔ یہ جمع ہونا عذابِ الٰہی میں تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ بنی اسرئیل (104:17) میں ہے کہ قربِ قیامت میں ہم بنی اسرائیل کو پوری دنیا سے (جھاڑ و دے کر فلسطین میں) جمع کر دیں گے۔

- انہی بنی اسرائیل کا ایک حصہ آج بھی اصفہان میں رُکا ہوا ہے اور وہاں ان کی آبادی پر ان کی پارلیمنٹ میں نمائندگی بھی ہے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا تھا اپنی کتابوں میں پیش گوئیوں کی وجہ سے وہ اب بھی ایک مسیح کا انتظار کر رہے ہیں (اس لیے کہ پہلے 'مسیح' کو تو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ آج کی اصطلاح میں یہ SITUATION VACANT ہے) لہٰذا اب (زیادہ امکان ہے کہ اصفہان سے) یہود اپنے ہاں ایک 'مسیح' کے نام سے پیغمبر ظاہر کر دیں گے جو مسلمانوں کے ہاں المسیح الدجال کہلائے گا، وہ فلسطین بھی آئے گا اور عصر حاضر کی ٹیکنالوجی کی بنا پر بہت سے حیران کن واقعات دکھائے گا جس پر دنیا بھر کی اسرائیلی SPONSORED تنظیمیں، ادارے، ٹی وی چینلز، نشریاتی ادارے، SECULAR MINDED NGO's اور LIBRALS اس مسیح الدجال کے گرد جمع ہو جائیں گے اور مختصر سے عُروج کے بعد وہ اپنے انجام کو پہنچے گا اور اس کے ساتھ اس کے گرد جمع ہونے والے لوگ بھی۔

بنی اسرائیل یہود کے نزدیک اصفہان سے نکلنے والا 'مسیح' اصلی مسیح ہوگا یعنی CHRIST ہوگا جبکہ بنی اسرائیل کے عقیدے اور پلان کے مطابق اس کے مقابلے میں شام سے

ایک ان کے ’مسیح‘ کا مخالف ANTI CHRIST ظاہر ہوگا جس سے بنی اسرائیل کے ’مسیح‘ کا کانٹے دار مقابلہ ہوگا۔ یہودی PORTOCOLS اس کے بعد خاموش ہیں۔ جبکہ:-

مسلمانوں کے نزدیک دمشق میں ظاہر ہونے والا حقیقی مسیح دوبارہ آئے گا (جن کو 0033ء میں رفع آسمانی ہوا تھا) جبکہ ایک جھوٹا فرضی مسیح الدجال اصفہان سے ظاہر ہوکر پیغمبر اور رسول حقیقی مسیح علیہ السلام سے مقابلہ کرے گا اور بالآخر ____ اسرائیل کے ائیر بیس (AIR BASE) لُد (LYDE) کے ایک گیٹ پر حقیقی مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوجائے گا اور اس کے بعد تمام بنی اسرائیلی اور 13th TRIBE کے یہودی اور تمام PRO-ISREAL تنظیمیں، ادارے، اتحادی، SPONSORED اشخاص، میڈیا، فلم اور بے حیائی کے اداروں کے سرپرست، لبرل سیکولر ذہن کے افراد بنی اسرائیل (یہود) کے ساتھ ہی دنیا سے ختم ہوجائیں گے۔

بنی اسرائیل کے نزدیک اسی کرونا کی وباء کے دوران دیوارِ گریہ (WEILING WALL) سے ایک سانپ نکل آیا تھا اور ایک خاص رنگ کا گائے کا بچھڑا بھی پیدا ہو گیا ہے یہ دونوں واقعات ان کے ’مسیح‘ کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا بنی اسرائیل کا مسیح آنے کا زمانہ اب قریب آچکا ہے بلکہ نیٹ پر ایک video clip نظر آئی کہ موجودہ کرونا وائرس ایک عالمی وبا ہے اور یہ اب (بنی اسرائیل کے) ’مسیح‘ کے آنے کے بعد ہی ختم ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کرونا وائرس کا کوئی تعلق اس دنیا میں عالمی طاقتوں کے فرضی ’مسیحا‘ سے ہے ضرور۔ اللہ تعالیٰ اس وباء اور دجال کے فتنے سے تمام انسانیت کو محفوظ رکھے۔ آمین

تری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے
سنا ہے میں نے، غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے

تبصرہ وتعارف کتب

تبصرہ نگار : انجینئر مختار فاروقی

1 THE HOLY QURAN A CONTINUOUS MIRACLE

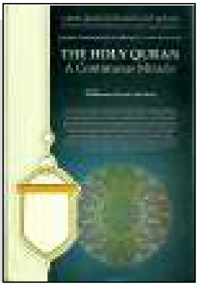

By : Prof. Muhammad Akram Chaudhry

Publisher: Riaz Ahmad Chaudhry Secretary/Director
Bazm-e-Iqbal,2-Club Road Lahore (042-99200851)

(Pages: 334 ., Price: Rs 800/-)

Quran is a holy book and last revelation to Muhammad (ﷺ) fourteen centuries ago in history (610 AD). This is a plausible moment for muslims that a known muslim scholar of int'l fame has presented Quran _______ to post modern academia in western idiom.

Prof. Dr Muhammad Akram Chaudhry has directly addressed the modern English-speaking elite in the country and abroad. The title "Quran a Continuous Miracle" required necessary chronological, historical, religious, rational and circumstantial evidences to prove the statements. The author has decently and successfully done the job in a precise book. Contrary to all other world languages, arabic (language of Quran) is unchanged since last 1.5 millenniums. Now, it is upto the addressees, with clear conscience and genuine inner voice to read the book and respond to (1) Allah (سبحانہ وتعالیٰ) (2) Muhammad (ﷺ) and

(3) Quran and uphold the contents of the book along with first ever commentary of Quran by Muhammad (ﷺ) called 'Ahadeeds-e-Mubaraka'(احادیث مبارکہ).The prophet Muhammad (ﷺ) was the recipient of Divine revelation, elaborator, teacher, trainer, groomer, invigilator and leader of nascent believers for 23 years. This was the miraculous teachings of Quran and leadership of Muhammad (ﷺ) قرآنِ مجسّم , tailored to cope with the world scenario (610 to 632 AD) with deplorable politico-socio-economic environments of Arabian peninsula that then non-school-going nation was elevated to rule all the developed world for next six centuries (till fall of Baghdad in 1258 AD).

It goes without saying that the Divine revelation can pass all the tests which a good reasoning needs to stand with among contemporary thoughts. Conversely the Quran has sustained and bore all intellectual tests in last 1400 years and is still on victory stand. The Quran is still alive with a challenge that nobody (Person or body) can produce even a few sentences in Arabic similar to Quran (بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ)
The second sparkling aspect of this publication is that it is published by Bazm-e-Iqbal. Allama Iqbal and Quran are inseparable and Allama Iqbal addresses the rule of Islam, as in poem Tulu-i-Islam etc. It is hoped (against the hope) that dream of Pakistan by Allama Iqbal, Khilafat and global domination of Islam, is alive and its Divine rationale is heading towards the target.

I pray that all Iqbal-related institutions will follow the publishing of books on Allama Iqbal and Quran to convince the elite class and muslims in general to implement Islamic ideology in Pakistan as it deserves. I congratulate Bazm-e-Iqbal on publishing the book on Quran, the most favourite book of Allama Iqbal through his life.

چند کتب پر تبصرہ شائع نہ ہونے پر اعتذار

ادارہ حکمت بالغہ کو برائے تبصرہ موصول ہونے والی کتب میں سے درج ذیل کتابیں تبصرہ کرنے کے لیے جناب حافظ مختار احمد گوندل صاحب کو دی گئیں تھیں، ماہِ جولائی میں وہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے اور ان کی طرف سے ان کتب پر تبصرہ ہمیں موصول نہیں ہوسکا۔ اب ان کتب پر تفصیلی تبصرہ کے بجائے ان کے مختصر تعارف پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔

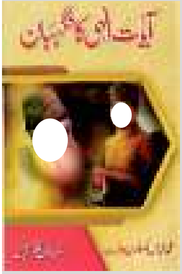

2

آیاتِ الٰہی کا نگہبان

تالیف: محمد الیاس کھوکھر (ایڈووکیٹ)

ناشر: مکتبہ فروغِ فکرِ اقبال، نظام بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

صفحات: 384، قیمت: -/600روپے

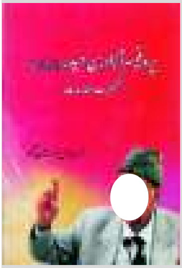

3

پروفیسر آزاد بن حیدر (ایڈووکیٹ) شخصیت و خدمات

تالیف: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

ناشر: مثال پبلشرز، پریس مارکیٹ، امین پور بازار فیصل آباد

صفحات: 200، قیمت: -/500روپے

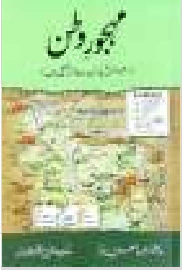

4

مجبورِ وطن (سقوطِ مشرقی پاکستان سے وابستہ سلگتی یادیں)

تالیف: پروفیسر عبدالعزیز پرواز

ناشر: مکتبہ فروغِ فکرِ اقبال، نظام بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

صفحات: 200، قیمت: -/400روپے

5

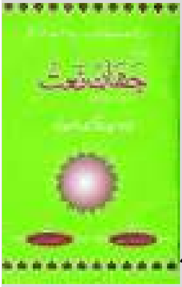

کتابی سلسلہ **جہانِ نعت** کراچی

جولائی تا دسمبر 2018ء

''غلام حیدر نازؔ حمد و نعت نمبر''

مدیر: محمد رمضان میمن

مقامِ اشاعت: جہانِ نعت، شارع مسجد حدیبیہ، گلشن حدید، فیز 2، بن قاسم ضلع ملیر، کراچی 0331-2533426

صفحات: 128، قیمت: -/120 روپے

6

اسلامی افکار کا ترجمان، علمی، ادبی اور تحقیقی مجلّہ

ماہنامہ **تعمیر افکار** کراچی

مدیر اعلیٰ: حافظ حقانی میاں قادری

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی

021-36684790

اشاعت خاص بہ یاد

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ

(ستمبر/اکتوبر 2017ء)

صفحات: 464، قیمت: -/850 روپے

فرمانِ قائد

''یاد رکھو! دنیا کی تمام مشکلات کا حل اسلامی حکومت کے قیام میں ہے۔ اسی مقصد کی خاطر میں لندن کی پرسکون زندگی کو چھوڑ کر عظیم مفکر علامہ اقبال کے تصور کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر ہندوستان آ گیا ہوں۔ ان شاء اللہ ایک ایسی فلاحی اور مثالی مملکت قائم ہوگی جس کی بنیاد لا اِلٰہ اِلا اللہ پر ہوگی اور دنیا اس کی تقلید پر مجبور ہو جائے گی''۔

(نئی دہلی میں انٹرویو۔ 26 نومبر 1946ء)

ادارہ دعوتِ اسلامیہ

The Islamic Da'wah Institute

62 Ennerdale Avenue, Stanmore, Middx. HA7 2LD

آرتھوڈکس مسیحی خاتون کا قبولِ اسلام

اتوار ۱۶ اگست ۲۰۲۰ء کو رومانیہ کی ایک اکتیس سالہ آرتھوڈکس مسیحی خاتون لارا اَینکا اِیوان(Laura Anca Ivan) نے ادارہ دعوتِ اسلامیہ کے نگران علامہ محمد فیاض عادل فاروقی کے سامنے اسلام قبول کرلیا اور اس کا اسلامی نام امینہ رکھا گیا۔کلمۂ اسلام پڑھنے سے پہلے اس نے سوال کیا کہ کیا ہم خدا کے بچے نہیں اور خدا ہمارا باپ نہیں؟ علامہ عادل فاروقی نے جواب دیا کہ 'چونکہ خدا انسان نہیں اور نہ ہی اسے انسانی ضروریات لاحق ہیں اس لیے اسے اولاد کی ضرورت نہیں۔مخلوقات اپنے بعد اپنے وارث چھوڑ جانے کی تمنا رکھتی ہیں کیونکہ انہیں مرنے کے بعد اپنے نام اور مال کی بقا کے لیے جانشین کی ضرورت ہوتی ہے۔اللہ ہمیشہ سے ہے اور اس پر موت تو کجا نیند تک طاری نہیں ہوتی اس لیے اس کو اولاد کی نہ خواہش ہے نہ ضرورت ہے۔وہ اکیلا ہی ہمیشہ رہے گا۔وہ تمام مخلوقات سے برتر ہے اور کوئی شے اس کی مثل نہیں اس لیے کوئی مخلوق قطعاً اس کا بیٹا یا بیٹی نہیں ہوسکتی۔اگر اس کا بیٹا بفرضِ محال مان بھی لیا جائے تو بیٹے کا باپ کے بعد اس کا وارث بننا لازمی ہے جو کہ اللہ کے بارے میں محال ہے۔کسی کو بھی خدا کا بیٹا یا ہم جنس ماننا ایک سے زیادہ خدا ماننے کے برابر ہے جو کہ شرک ہے۔شرک سب سے بڑا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔تثلیث یعنی ٹرینیٹی اسی طرح شرک ہے جس طرح لاکھوں خدا ماننا شرک اور حرام ہے۔ٹرینیٹی کا لفظ بائبل میں سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ بعد کے آنے والے لوگوں کا من گھڑت عقیدہ ہے جو غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے۔مسیح اور دیگر نبیوں نے شرک کی نہیں، خدا کی وحدانیت ہی کی دعوت دی۔کسی کو خدا کا بچہ کہنا خدا کی شان میں گستاخی ہے۔(عمیر زبیر)

یہ اشتہار ہم تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کے جذبے سے شائع کررہے ہیں تاکہ قائداعظم کی باکردار اور شفاف شخصیت پر سیکولر اور لبرل نظریات کے اسلام دشمن اور خدا بیزار خیالات کے ڈالے گئے گندے چھینٹے دھوئے جاسکیں اور اسلام دشمن نظریات سے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ کا اظہار ہوسکے۔ (ادارہ)

قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر

قومی اسمبلی میں ایوان کی رائے سامنے آئی ہے کہ قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا وہ حصہ جو اقلیتوں کے حوالے سے ہے اُسے قومی تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ

1۔ اس تقریر کا متن مصدقہ ہو، تحریف شدہ نہ ہو۔

2۔ تقریر کا مکمل متن شائع کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم نے تقسیم ہند سے پہلے تقریباً ایک سو تقاریر اور آزادی کے بعد 13 ماہ میں 14 ایسی تقاریر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کو خالص اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ آج 11 اگست 1947ء کی تقریر سے جو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ قائداعظم پاکستان کو اسلامی ریاست نہیں بلکہ محض مسلمانوں کا ایک ملک بنانا چاہتے تھے یہ تاثر اس دور میں بھی دیا گیا تھا جس کا رد قائداعظم نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے یوں کیا تھا:

"Islamic principles today are as applicable to life as they were thirteen hundred years ago. He could not understand a section of the people who deliberately wanted to create mischief and propaganda that the constitution of Pakistan would not be made on the basis of Shariat."

(Speeches, statements and messages of the Quaid-e-Azam Vol IV, Yusufi 1996)

(http://www.nazariapak.info/Quaid-e-Azem/Legacy-Personality.php)

علاوہ ازیں ان تاریخی حقائق کو بھی تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے کہ تقسیم ہند سے پہلے جب قائداعظم سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا تو انہوں نے برجستہ جواب دیا ہمارا آئین قرآن پاک کی صورت میں تیرہ سو برس پہلے نازل ہو چکا ہے۔

(http://www.nazariapak.info/Quaid-e-Azem/Legacy-Personality.php)

قوم کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ قائداعظم نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک کی پشاور برانچ کے افتتاح کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے مغربی نظامِ معیشت کو انسانیت دشمن اور دنیا کے لیے ایک ناسور قرار دیا تھا۔

(Speeches, Statements and Messages of the Quaid-e-Azam Vol IV, Yusufi, 1996)

قائداعظم کے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کی یہ گواہی بھی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے کہ قائداعظم نے ان سے کہا: ’’پاکستان قائم ہو چکا ہے اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اُسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورے کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔‘‘ (روزنامہ جنگ: ستمبر 1988ء)

شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، K-36 قرآن اکیڈمی، لاہور (042)35856304

فرمودۂ اقبال

بہ یارانِ طریق

بیا تا کارِ ایں امّت بسازیم
قمارِ زندگی مردانہ بازیم!
چناں نالیم اندر مسجدِ شہر
کہ دل در سینۂ مُلّا گدازیم!

(امّتِ مُسلمہ اور ملّت کا درد رکھنے والو!) آؤ کہ اس اُمت (کی بھلائی اور بیداری) کے لیے کام کریں اور جواں مردوں کی طرح (اس کام میں) سب کچھ جھونک دیں (تاکہ اللہ آخرت میں ہمیں سرخرو کردے) ہم مسلمانوں کے عوام وخواص کے سامنے یوں نالہ وفریاد کریں کہ مسلمان اہلِ علم کا دل نرم کردیں (کہ وہ بھی اس کام میں لگ جائیں)

الحمد للہ

ماہنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

اشاعت کے 13 سال   13 خصوصی اشاعتیں

		صفحات	قیمت
2007ء	حقیقت انسان نمبر	96	50/-
2008ء	حقیقت علم نمبر	96	50/-
2009ء	احیاء العلوم نمبر	96	60/-
2010ء	دوقومی نظریہ اور پاکستان کا نظریاتی نظامِ تعلیم نمبر	128	70/-
2011ء	حقوقِ نسواں نمبر	112	70/-
2012ء	یاجوج ماجوج نمبر	152	120/-
2013ء	الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ	160	135/-
2014ء	جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش......	168	150/-
2015ء	حکمت اقبال ہی نظریۂ پاکستان ہے	248	220/-
2016ء	اِحیائے فکرِ اقبال نمبر	224	220/-
2017ء	بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران	280	300/-
2018	وسائل رزق پر قبضہ، ارتکاز دولت ......اور......	304	350/-
2019	ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی	336	400/-

خود مطالعہ کریں ___ دوستوں کو تحفہ دیں ___ محدود تعداد میں دستیاب ہیں

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861
0336-6778561

Vol 14

CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
OCTOBER 2020

No 10

اِنْ شَآءَ اللّٰه

ماھنامہ
حِکمتِ بالغہ
جھنگ

حسبِ روایت
اس سال بھی
نومبر 2020ء کی
ایک خصوصی اشاعت
کا اہتمام کر رہا ہے،
جس میں ملک کے
معروضی حالات میں
فکرِ اقبال کو روبعمل لانے
کے اقدامات پر
بحث کی جائے گی۔

اقبال و جناح
کے پاکستان کا
استحکام و بقا ـــــ
فکرِ اقبال کی روشنی میں
چند عملی اقدامات

اہل علم اور دانشور حضرات سے موضوع سے متعلق تحریروں اور مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

انجینئر مختار فاروقی
مدیر ماہنامہ حکمت بالغہ جھنگ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861
0336-6778561